عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا ترجمان

ہفت روزہ

ختم نبوت

INTERNATIONAL URDU WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT KARACHI PAKISTAN

جلد:۲۱ | ۵ تا ۱۱/ رجب المرجب ۱۴۲۳ھ بمطابق ۱۳ تا ۱۹/ ستمبر ۲۰۰۲ء | شمارہ:۱۶

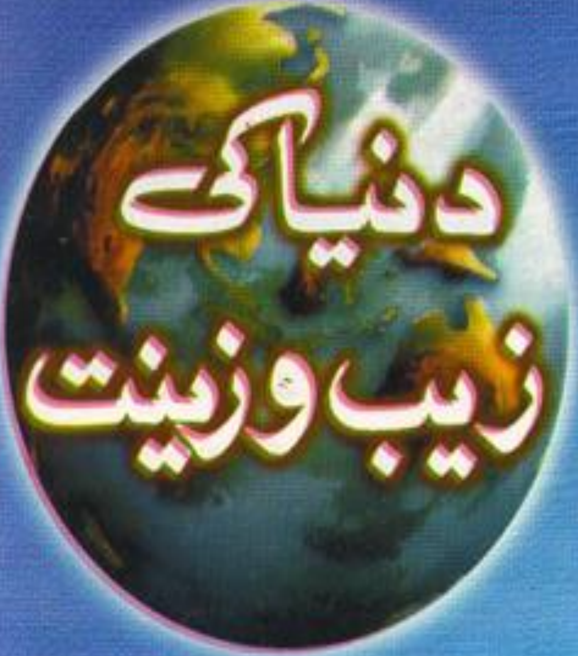

دنیا کی زیب وزینت

اسلام کا پیغامِ اتحاد

مغربی تعلیم اور اس کے تباہ کن اثرات

مرزا قادیانی کی منہ مانگی موت

Email: editorkn@yahoo.com

Website: http://www.khatme-nubuwwat.org

مرزا قادیانی کا دعویٰ نبوت:

س:......مرزا غلام احمد قادیانی کے دعویٰ نبوت کا کوئی ثابت پیش کریں؟ اور اس کے لئے قادیانیوں کی تحریروں کے حوالے بھی دیں؟ کیونکہ ہمارے محلے کے چند قادیانی اس بات کو تسلیم نہیں کرتے کہ مرزا غلام احمد نے نبوت کا دعویٰ کیا تھا۔

ج:......مرزا قادیانی کے ماننے والوں کے دو گروہ ہیں: ایک لاہوری' دوسرا قادیانی (جن کا مرکز پہلے قادیان تھا اور اب ربوہ ہے)' ان دونوں کا اس بات پر تو اتفاق ہے کہ مرزا قادیانی کے الہامات اور تحریروں میں باصرار و تکرار نبوت کا دعویٰ کیا گیا ہے لیکن لاہوری گروہ اس دعوائے نبوت میں تاویل کرتا ہے جبکہ قادیانی گروہ کسی تاویل کے بغیر مرزا قادیانی کے دعوائے نبوت پر ایمان لانا ضروری سمجھتا ہے۔

آپ سے جن صاحب کی گفتگو ہوئی ہے وہ غالباً لاہوری گروہ کے ممبر ہوں گے۔ ان کی خدمت میں عرض کیجئے کہ یہ جھگڑا تو وہ اپنے گھر میں نمٹائیں کہ مرزا قادیانی کے دعوائے نبوت کی کیا توجیہ و تاویل ہے؟ ہمارے لئے اتنی بات بس ہے کہ مرزا قادیانی نے نبوت کا دعویٰ کیا ہے اور دعویٰ بھی انہی لفظوں میں جن الفاظ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا تھا۔ مثلاً:

"قل یا ایھا الناس انی رسول اللہ الیکم جمیعا۔" (الاعراف:۱۵۸)

"قل انما انا بشر مثلکم یوحیٰ الی۔" (الکہف:۱۱۰)

اگر ان الفاظ سے بھی دعویٰ نبوت ثابت نہیں ہوتا تو یہ فرمایا جائے کہ کسی مدعی نبوت کو نبوت کا دعویٰ کرنے کے لئے کیا الفاظ استعمال کرنے چاہئیں؟

رہیں دعویٰ نبوت کی تاویلات؟ تو دنیا میں کس چیز کی لوگ تاویلیں نہیں کرتے؟ بتوں کو خدا بنانے کے لئے لوگوں نے تاویلیں ہی کی تھیں اور عیسیٰ علیہ السلام کو خدا کا بیٹا ماننے والے بھی تاویلیں ہی کرتے ہیں۔ جس طرح کسی اور کھلی ہوئی غلط بات یا غلط عقیدہ کی تاویل لائق اعتبار نہیں' اسی طرح حضرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبوت کا دعویٰ بھی قطعی غلط ہے اور اس کی کوئی تاویل (خواہ خود مدعی کی طرف سے کی گئی ہو یا اس کے ماننے والوں کی جانب سے) لائق اعتبار نہیں...... دسویں صدی کے مجدد ملا علی قاریؒ شرح "فقہ اکبر" میں فرماتے ہیں:

"دعوی النبوة بعد نبینا صلی اللہ علیہ وسلم کفر بالاجماع۔"

ترجمہ: "ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبوت کا دعویٰ بالاجماع کفر ہے۔"

آگے چل کر وہ لکھتے ہیں:

"اگر نبوت کا دعویٰ کرنے والا ہوش و حواس سے محروم ہو تو اس کو معذور سمجھا جائے گا' ورنہ اس کی گردن اڑا دی جائے گی۔"

منکرین ختم نبوت کے لئے اصل شرعی فیصلہ کیا ہے؟

س:......خلیفۂ اول بلافصل سیدنا ابوبکر صدیق کے دور خلافت میں مسیلمہ کذاب نے نبوت کا جھوٹا دعویٰ کیا تو حضرت صدیق اکبرؓ نے منکرین ختم نبوت کے خلاف اعلان جنگ کیا اور تمام منکرین ختم نبوت کو کیفر کردار تک پہنچایا۔ اس سے ثابت ہوا کہ منکرین ختم نبوت واجب القتل ہیں۔ لیکن ہم نے پاکستان میں قادیانیوں کو صرف "غیر مسلم اقلیت" قرار دینے پر ہی اکتفا کیا' اس کے علاوہ اخبارات میں آئے دن اس قسم کے بیانات بھی شائع ہوتے رہتے ہیں کہ: "اسلام نے اقلیتوں کو جو حقوق دیئے ہیں' وہ حقوق انہیں پورے پورے دیئے جائیں گے"۔ ہم نے قادیانیوں کو نہ صرف حقوق اور تحفظ فراہم کئے ہوئے ہیں بلکہ کئی اہم سرکاری عہدوں پر بھی قادیانی فائز ہیں۔ سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ منکرین ختم نبوت اسلام کی رو سے واجب القتل ہیں یا اسلام کی طرف سے اقلیتوں کو دیئے گئے حقوق اور تحفظ کے حقدار ہیں؟

ج:......منکرین ختم نبوت کے لئے اسلام کا اصل قانون تو وہی ہے جس پر حضرت صدیق اکبرؓ نے عمل کیا۔ پاکستان میں قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دے کر ان کی جان و مال کی حفاظت کرنا ان کے ساتھ رعایتی سلوک ہے لیکن اگر قادیانی اپنے آپ کو غیر مسلم اقلیت تسلیم کرنے پر آمادہ نہ ہوں' بلکہ مسلمان کہلانے پر مصر ہوں تو مسلمان' حکومت سے یہ مطالبہ کر سکتے ہیں کہ ان (قادیانیوں) کے ساتھ مسیلمہ کذاب کی جماعت کا سا سلوک کیا جائے۔ کسی اسلامی مملکت میں مرتدین اور زنادقہ کو سرکاری عہدوں پر فائز کرنے کی کوئی گنجائش نہیں۔ یہ مسئلہ نہ صرف پاکستان بلکہ دیگر اسلامی ممالک کے ارباب حل و عقد کی توجہ کا متقاضی ہے۔

http://www.khatme-nubuwwat.org

ہفت روزہ ختم نبوۃ

سرپرست اعلیٰ
حضرت خواجہ خان محمد مدظلہ

سرپرست
حضرت سید نفیس الحسینی دامت برکاتہم

مدیر اعلیٰ
مولانا عزیز الرحمن جالندھری

نائب مدیر اعلیٰ
مولانا محمد اکرم طوفانی

مدیر
مولانا اللہ وسایا

جلد: ۲۱ | ۵تا۱۱/رجب المرجب ۱۴۲۳ھ بمطابق ۱۳تا۱۹/ستمبر ۲۰۰۲ء | شمارہ: ۱۶

بیاد

امیر شریعت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ
خطیب پاکستان قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ
مجاہد اسلام حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ
مناظر اسلام حضرت مولانا لال حسین اخترؒ
محدث العصر مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ
فاتح قادیان حضرت اقدس مولانا محمد حیاتؒ
شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ
امام اہل سنت حضرت مولانا مفتی احمد الرحمٰنؒ
حضرت مولانا محمد شریف جالندھریؒ
مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمودؒ

اس شمارے میں

اداریہ	4
اسلام کا پیغام اتحاد (مولانا مصلح الدین قاسمی)	9
تحریک ختم نبوت ۱۹۷۴ء کی کہانی (دوسری قسط) مولانا تاج محمودؒ کی زبانی	11
مغربی تعلیم اور اس کے تباہ کن اثرات (پہلی قسط) (مولانا سید ابوالحسن علی ندویؒ)	15
دنیا کی زیب و زینت (مولانا محمد سلمان منصور پوری)	21
مرزا قادیانی کی منہ مانگی موت (مولانا لال حسین اخترؒ)	24

مجلس ادارت

مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر
مولانا عبدالرحیم اشعر
علامہ احمد میاں حمادی
مولانا نذیر احمد تونسوی
مولانا منظور احمد الحسینی
مولانا سعید احمد جلال پوری
صاحبزادہ طارق محمود
مولانا محمد اسمٰعیل شجاع آبادی

سید اطہر عظیم
سرکولیشن منیجر: محمد انور رانا
ناظم مالیات: جمال عبدالناصر شاہد
قانونی مشیران: حشمت حبیب ایڈووکیٹ، منظور احمد میو ایڈووکیٹ
ٹائٹل ڈیزائن: محمد ارشد خرم، محمد فیصل عرفان

زر تعاون اندرون ملک
فی شمارہ: ۷ روپے
ششماہی: ۱۷۵ روپے سالانہ: ۳۵۰ روپے
چیک ڈرافٹ بنام ہفت روزہ ختم نبوت
اکاؤنٹ نمبر 363-8 اور اکاؤنٹ نمبر 927-2
الائیڈ بینک بنوری ٹاؤن برانچ کراچی پاکستان ارسال کریں

زر تعاون بیرون ملک
امریکہ، کینیڈا، آسٹریلیا: ۹۰ ڈالر
یورپ، افریقہ: ۷۰ ڈالر
سعودی عرب، متحدہ عرب امارات، بھارت، مشرق وسطیٰ، ایشیائی ممالک: ۶۰ امریکی ڈالر

لندن آفس:
35,Stockwell Green,
London, SW9 9HZ U.K.
Ph: 0207-737-8199

مرکزی دفتر: حضوری باغ روڈ، ملتان
فون: ۵۸۳۴۸۶-۵۱۴۱۲۲ فیکس: ۵۴۲۲۷۷
Hazoori Bagh Road, Multan.
Ph: 583486-514122 Fax: 542277

رابطہ دفتر: جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ)
ایم اے جناح روڈ کراچی۔ فون: ۷۷۸۰۳۳۷، فیکس: ۷۷۸۰۳۴۰
Jama Masjid Bab-ur-Rehmat (Trust)
Old Numaish M.A. Jinnah Road, Karachi
Ph: 7780337 Fax:7780340

ناشر: عزیز الرحمن جالندھری طابع: سید شاہد حسن مطبع: القادر پرنٹنگ پریس مقام اشاعت: جامع مسجد باب الرحمت ایم اے جناح روڈ کراچی

ختم نبوت

اداریہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بی بی سی کی قادیانیت نوازی (۳)

۱۹۷۴ء کو عارف شمیم نے قادیانیوں پر تشدد کے عروج کا سال ٹھہرایا ہے حالانکہ اس سال ۲۹/مئی کو چناب نگر (ربوہ) کے ریلوے اسٹیشن پر وہ سانحہ پیش آیا جس میں قادیانی غنڈوں نے موجودہ قادیانی پوپ مرزا طاہر کی سربراہی میں مسلمان طلبا کو اس بری طرح زدوکوب کیا اور لاٹھیوں' ہاکیوں اور لوہے کے راڈوں سے تشدد کا نشانہ بنایا کہ آسمان بھی کانپ اٹھا۔ قادیانیوں کا یہ تشدد'' قادیانیوں پر تشدد'' کیسے بن گیا؟ اس کی وجہ غالباً عارف شمیم کے قلم کو فراہم کردہ قادیانی سیاہی اور ان کی زبان کو عطا کردہ قادیانی گویائی ہے جس نے قادیانیوں کے ظلم کو بھی ''معجزانہ'' طور پر'' قادیانیوں پر تشدد'' بنا دیا۔ یہ وہ سانحہ تھا جو قادیانیوں کے خلاف تحریک کا موجب بنا اور ایک بار پھر قادیانیوں کو تحفظ فراہم کرنے اور مسلمانوں کے مطالبہ کو کچلنے کی پالیسی اختیار کرنے کے بعد جب حکومت نے کسی طور مسلمانوں کو ودبتا نہ دیکھا تو بالآخر قومی اسمبلی کو خصوصی کمیٹی کا درجہ دے دیا گیا اور یہ فیصلہ کیا گیا کہ قادیانیوں کے ربوہ گروپ اور لاہوری گروپ کے سربراہان اسمبلی میں پیش ہو کر اپنا مؤقف پیش کریں اور قومی اسمبلی اس بارے میں حتمی فیصلہ صادر کرے۔ چنانچہ دونوں قادیانی لاٹ پادری مرزا ناصر اور صدر الدین اسمبلی میں پیش ہوئے' اٹارنی جنرل جناب یحییٰ بختیار نے ان پر جرح کی' مرزا ناصر اور صدر الدین نے بغیر کسی جبر و تشدد کے تمام سوالات کے جوابات دیئے اور ان کے جوابات سے خصوصاً مرزا ناصر کے جوابات سے واضح ہو گیا کہ وہ مرزا غلام احمد قادیانی کو محمد رسول اللہ اور صاحب شریعت رسول اور نبی مانتے ہیں اور مرزا قادیانی کو نہ ماننے والوں کو کافر بلکہ پکا کافر اور دائرۂ اسلام سے خارج' بیابانوں کے خنزیر اور کنجریوں کی اولاد سمجھتے ہیں۔ ان حقائق کی روشنی میں قومی اسمبلی نے بجا طور پر قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا۔ اس پوری تحریک کے دوران بلکہ پورے سال ۱۹۷۴ء میں اور اس وقت سے لے کر آج تک کسی مسلمان نے کسی قادیانی کو مارنا تو کجا کوئی گزند پہنچانے کی بھی کوشش نہیں کی بلکہ کسی کو اس کی ترغیب بھی نہیں دی۔ یہی وجہ ہے کہ چناب نگر (ربوہ)' میر پور خاص' گولارچی' بدین' اسلام آباد' کراچی' لاہور سمیت پورے ملک میں قادیانی انتہائی سکون سے زندگی گزار رہے ہیں اور انہیں کسی مسلمان سے کسی قسم کا کوئی خطرہ لاحق نہیں ہے۔ یہ ٹھیک ہے کہ انہیں حکومت کی جانب سے کانفرنس اور جلسے منعقد کرنے سے منع کر دیا گیا ہے لیکن اس کی وجہ یہ ہے کہ قادیانی اپنے جلسوں میں مرزا غلام احمد قادیانی کو محمد رسول اللہ قرار دیتے ہیں اور مسلمانوں کو اس پر ایمان لانے کی دعوت دیتے ہیں' ظاہر ہے کہ یہ چیز مسلمانوں کے مذہبی جذبات کو مشتعل کرتی ہے' اس لئے دوسروں کے مذہبی جذبات کو مجروح کرنے سے قادیانیوں کو روکنا سراسر عقلمندی اور عدل و انصاف کا تقاضا ہے۔

جھوٹ بولنا قادیانیوں کا مذہبی شعار ہے۔ ہر قادیانی اس فریضہ کی ادائیگی میں پیش پیش رہتا ہے۔ عارف شمیم جب قادیانیوں کے وکیل صفائی بن ہی چکے ہیں تو وہ اس فریضہ کی ادائیگی سے کیوں پیچھے رہتے؟ چنانچہ انہوں نے یہ نیا جھوٹ گھڑا کہ:'' سرکاری سرپرستی میں احمدیوں کے خلاف مذہبی بنیادوں پر ظلم و ستم کا دور شروع ہو گیا۔ ہزاروں افراد نے اس سے بچنے کے لئے مغربی ملکوں میں پناہ لی۔'' چہ خوب! کیا موصوف اس ظلم و ستم کی تفصیل بتانا پسند کریں گے جو قادیانیوں پر'' سرکاری سرپرستی'' میں کیا گیا؟ پاکستان بھر میں رہنے والے قادیانی تو دور کی بات؟ پوری دنیا میں رہنے والے کسی قادیانی پر ایسا کوئی ظلم و ستم ثابت نہیں کیا جا سکتا' ہاں! یہ البتہ ضرور ہوا کہ قادیانیوں کو جب مسلمانوں نے اپنے سے الگ کر دیا تو قادیانیوں نے احتجاجاً جوق در جوق ملک سے باہر جانا شروع کر دیا (خود قادیانی خلیفہ مرزا طاہر بھی برقعہ اوڑھ کر ملک سے فرار ہوئے) اور مختلف بیرونی ممالک میں سیاسی پناہ کی درخواستیں دائر کر دیں۔ ان درخواستوں کو مضبوط کرنے کے لئے روا رکھے گئے ظلم و ستم اور تشدد کا اظہار ضروری ہوتا ہے۔ چنانچہ قادیانیوں نے پاکستان میں اپنے اوپر ہونے والے فرضی مظالم کا قصہ گھڑا اور ان ممالک کو باور کرایا کہ پاکستان میں قادیانیوں پر ظلم ہوتا ہے۔ جب ان سے اس کا ثبوت مانگا گیا تو انہوں نے دھڑا دھڑ پاکستانی قانون کی خلاف ورزی شروع کر دی' بعض دفعہ اس کے لئے قادیانیوں نے توہین رسالت تک کا ارتکاب کیا اور اس طرح ان کے خلاف جو مقدمات درج ہوئے' ان کی ایف آئی آر کی نقول قادیانیوں نے بیرونی ممالک میں سیاسی پناہ کے حصول کے لئے داخل کر دیں۔ نتیجہ یہ نکلا کہ قادیانیوں کو سیاسی پناہ تو ملی ہی ملی' دنیا بھر میں پاکستان بری طرح بدنام بھی ہو گیا اور انسانی حقوق کے حوالے سے ملک کو بری طرح مطعون کیا جانے لگا' ان ممالک کے جو نمائندے این جی اوز کی شکل میں پاکستان میں موجود ہیں (مثلاً عاصمہ جہانگیر جو ایک معروف قادیانی کی اہلیہ ہیں اور ان کی ہمشیرہ حنا جیلانی) انہوں نے جلتی پر تیل کا کام کیا اور قادیانیوں پر مظالم کے ایسے فرضی اعداد و شمار ان ممالک کے سامنے رکھے کہ وہ یہ سمجھنے پر مجبور ہو گئے کہ پاکستان میں تو سوائے قادیانیوں پر ظلم کے اور کوئی کام ہوتا ہی نہیں' یہی وجہ ہے کہ آئے دن بیرونی ممالک کی جانب سے قادیانیوں کی حمایت اور ان سے متعلق قوانین کی منسوخی کے مطالبات سامنے آتے رہتے ہیں۔

آگے چل کر عارف شمیم قادیانی جماعت پنجاب کے سیکریٹری راجہ غالب احمد کے خیالات ذکر کرتے ہیں' جن کے بقول قادیانیوں کے ساتھ'' ۱۹۵۳ء کے بعد

ختم نبوۃ

استحصال کا ایک سلسلہ شروع ہوگیا اور سیاسی مقاصد حاصل کرنے کے لئے مذہب کا استعمال بڑھتا گیا۔'' اللہ کی شان! یہ الفاظ وہ شخص بول رہا ہے جس کی جماعت گزشتہ ایک صدی سے مسلمانوں کے استحصال کی عالمی تحریک میں استعماری شطرنج کے ایک اہم مہرہ کا کردار ادا کررہی ہے اور جس نے سیاسی مقاصد کے حصول کے لئے مذہب کو مذہبی' سیاسی' معاشی اور معاشرتی عنوان سے اس بری طرح استعمال کیا کہ بالغ نظر اور منصف مزاج مبصرین قادیانی جماعت کو مذہبی کے بجائے ایک سیاسی تحریک کہنے پر مجبور ہوگئے۔ جس استحصال کا راجہ غالب احمد نے حوالہ دیا ہے وہ قادیانی جماعت کے ساتھ کبھی نہیں ہوا بلکہ مسلمانوں کا استحصال کرکے جتنا انہیں نوازا گیا اس کی مثال دنیا کی تاریخ میں مشکل سے ملے گی' لیکن قادیانی ہیں کہ ان نوازشات کو بھی استحصال گردان کر زبان حال سے ''ھل من مزید'' کا نعرہ بلند کررہے ہیں۔ آگے عارف شمیم' راجہ غالب احمد کے الفاظ ذکر کرتے ہیں کہ بقول راجہ غالب احمد کے: ''ہمارے ساتھ چونکہ پہلے بھی اچھا برتاؤ نہیں کیا جاتا تھا' اس لئے ہم آسان ٹارگٹ تھے۔'' لفظ ''ٹارگٹ'' سے اگر ان کی مراد مذہبی بنیاد پر استحصال کا نشانہ بننے سے ہے تو وہ ظاہر ہے کہ قادیانی نہیں بنے' اور جسمانی تشدد کے ٹارگٹ کے طور پر تو آج تک کسی قادیانی کو پیش ہی نہیں کیا جاسکتا۔

عارف شمیم تعزیرات پاکستان میں دفعات ۲۹۵ بی' ۲۹۸ سی اور ۲۹۵ سی (جن کے تحت قادیانیوں کو خود کو مسلمان کہنے سے منع کردیا گیا اور توہین رسالت کے جرم کی سزا موت مقرر کردی گئی) کی شمولیت کو پاکستانی معاشرے میں ''نئی نئی چیزوں'' کے جنم لینے کا ذمہ دار ٹھہراتے ہیں' ان ''نئی نئی چیزوں'' میں بقول ان کے: ''سب سے واضح پاسپورٹ اور شناختی کارڈ کے فارموں کے خانے ہیں' جن میں ہر شہری کو اس بات کا حلفیہ اقرار کرنا پڑتا ہے کہ وہ مسلم ہے یا غیرمسلم؟ پاسپورٹ کے فارم پر تو یہ بھی لکھنا پڑتا ہے کہ میں حلفیہ اقرار کرتا ہوں کہ مرزا غلام احمد قادیانی ایک ''جعلی نبی'' ہیں اور ان کے ماننے والے غیرمسلم ہیں۔'' عارف شمیم یہ بات بھول رہے ہیں کہ یہ ''نئی نئی باتیں'' ہر معاشرہ میں اس وقت جنم لیتی ہیں جب اکثریت کے حقوق کو پامال کرکے اقلیت کو نوازا جائے اور غیرمسلم اقلیت خود کو ''حقیقی اور زندہ اسلام'' کا علمبردار گردان کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لائے ہوئے دین کو ''مردہ اور لعنتی'' اسلام قرار دینے لگے' ایسے موقع پر ضرورت پیش آتی ہے کہ اکثریت اپنے حقوق کے تحفظ اور معاشرہ سے انارکی دور کرنے کے لئے قانون سازی کرے اور جو اقلیت اس قانون کی خلاف ورزی کرے اسے مستوجب سزا ٹھہرائے' یہ ''نئی نئی چیزیں'' نہیں بلکہ یہ مہذب معاشروں کا دستور ہے۔ قادیانیوں کو کس حکیم نے مشورہ دیا ہے کہ وہ مسلم اکثریت کے حقوق کو پامال کریں؟ ان کے بنائے ہوئے قوانین کو توڑیں؟ اور مستوجب سزا ٹھہریں؟ رہا شناختی کارڈ اور پاسپورٹ فارم میں مسلم اور غیرمسلم کی حیثیت سے اپنی شناخت واضح کرنا' تو یہ تو دنیا کے دیگر ممالک میں بھی رائج ہے' جس کا اقرار خود عارف شمیم نے کیا تھا' جس کا تذکرہ ہم ایک گزشتہ قسط میں کرچکے ہیں' اگر یہ پاکستان میں بھی رائج ہے تو اس میں کیا قباحت ہے؟ کیا بیرونی ممالک کے ان قوانین کا پاکستان میں نافذ کرنا بھی ''جرم'' ہے؟ رہا پاسپورٹ کے فارم پر عقیدۂ ختم نبوت اور مرزا قادیانی کو نبوت کا جھوٹا مدعی ماننے کا اقرار' سو یہ تو ضروری ہے کیونکہ بعض ممالک (جیسے سعودی عرب) میں قادیانیوں کے داخلہ پر پابندی ہے' اگر یہ حلف نامہ نہ ہو تو ہر قادیانی پاسپورٹ پر اپنے آپ کو مسلمان لکھے گا اور ان ممالک میں داخلہ کی صورت میں ان ممالک کے قوانین کی خلاف ورزی کرے گا' اور پکڑے جانے کی صورت میں ملک کی بدنامی کا باعث بنے گا' ایسی صورت میں یہ ضروری ہے کہ مسلم اور قادیانی کی واضح شناخت ہو' اور وہ اس حلف نامے کے بغیر ناممکن ہے۔ عارف شمیم کہتے ہیں کہ: ''اگر کوئی احمدی پاسپورٹ کے لئے فارم پُر کرتا ہے تو اسے یا تو اپنے آپ کو غیرمسلم تسلیم کرنا پڑتا ہے یا اپنے عقیدے سے انحراف کے لئے اس کے بانی کو جعلی یا بہروپیا کہنا پڑتا ہے۔ دونوں ہی صورتیں اس کے لئے مشکل ہیں۔'' یہاں چند باتیں قابل ذکر ہیں: ایک یہ کہ قادیانی اب تک اپنے آپ کو غیرمسلم تسلیم نہیں کرتے بلکہ جیسا کہ ہم ذکر کرچکے ہیں' اپنے علاوہ ہر ایک کو کافر بلکہ پکا کافر اور دائرہ اسلام سے خارج سمجھتے ہیں' دوم یہ کہ اپنے عقیدے سے انحراف کرکے اس عقیدے کے بانی (شکر ہے کہ عارف شمیم کو یہ احساس تو ہے کہ قادیانی عقیدہ نوزائیدہ ہے جس کے بانی مرزا قادیانی تھے) کو جعلی یا بہروپیا کہنا قادیانیوں کے نزدیک غلط ہے کیونکہ قادیانی امت مرزا غلام احمد قادیانی کو محمد رسول اللہ' رحمۃ للعالمین' مسیح موعود اور نہ جانے کیا کیا سمجھتی ہے' اور تیسرے یہ کہ ان دونوں باتوں کی وجہ سے قادیانیوں کا خود کو غیرمسلم کہنا یا مرزا قادیانی کو جعلی یا بہروپیا کہنا مشکل ہے۔ اللہ رب العزت اور اس کے رسول آخرین صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان اور پوری مسلم امت کا یہ متفقہ فیصلہ ہے کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم' جو مکہ مکرمہ میں پیدا ہوئے' اللہ کے آخری نبی ہیں' آپ کے بعد کوئی نیا نبی نہیں آئے گا' اور آپ کے بعد جو شخص بھی نبوت کا دعویٰ کرے گا' وہ کافر' کذاب' دجال' جھوٹا' بے ایمان' فریبی' دغاباز' جعل ساز اور بہروپیا ہے۔ مرزا قادیانی نے آپ کے بعد نبوت کا جھوٹا دعویٰ کیا اور مرزائی امت نے اسے اس دعویٰ میں سچا مان لیا' اس لئے وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی امت سے الگ ہوگئے اور انہوں نے اللہ اور اس کے رسول حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی کرکے خود کو غیرمسلم بنالیا' اب ان کے لئے اپنے آپ کو غیرمسلم کہنے میں کیا مشکل ہے؟ مسلم تو اللہ اور اس کے آخری نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو ماننے والے ہی ہوسکتے ہیں' نئے نبی کے پیروکار تو لازماً غیرمسلم ہی کہے اور لکھے جائیں گے' یہ تو اتنی کھلی ہوئی بات ہے کہ مسلم اور غیرمسلم دونوں یکساں طور پر اسے مانتے ہیں۔ رہا قادیانیوں کا مرزا قادیانی کو جعلی یا بہروپیا کہنا' تو اس سلسلے میں عرض ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی اور اس قماش کے دیگر افراد کے ظاہر ہونے کی خبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پہلے ہی دے چکے ہیں اور ان کے لئے ''دجال'' اور ''کذاب'' کے الفاظ بھی ارشاد فرماچکے ہیں' اگر قادیانیوں کو مرزا قادیانی کو جعلی اور بہروپیا کہنے سے عار آتی ہے تو وہ اسے دجال اور کذاب لکھ دیا کریں' امید ہے کہ یہ صورت ان کے لئے مشکل نہیں ہوگی' اور نہ ہی عارف شمیم جیسے لوگوں کو اس بارے میں رپورٹیں تیار کرنے کی نوبت آئے گی۔

آگے چل کر عارف شمیم ایک نئے زاویہ سے قادیانیوں کو مسلمان باور کرانے کی کوشش کرتے ہیں' وہ کہتے ہیں کہ ربجہ غالب احمد کے بقول: ''ہمارا کوئی اور مذہب نہیں ہے۔ اگر آپ مجھے مذہب کے کالم میں کچھ لکھنے کے لئے دیں گے تو میں وہی لکھوں گا جو میں ہوں۔ اگر آپ آئینی طور پر مجھے مسلمان نہیں سمجھتے تو آپ کی مرضی۔'' مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اس بارے میں خود مرزا غلام احمد قادیانی کے عقائد و نظریات ان کے صاحبزادے مرزا محمود کی زبانی ملاحظہ کئے جائیں' مرزا محمود کہتے ہیں: ''حضرت مسیح موعود علیہ السلام (یعنی مرزا غلام احمد قادیانی) کے منہ سے نکلے ہوئے الفاظ میرے کانوں میں گونج رہے ہیں۔ آپ نے فرمایا: یہ غلط ہے کہ دوسرے لوگوں (یعنی مسلمانوں) سے ہمارا اختلاف صرف وفات مسیح یا اور چند مسائل میں ہے۔ آپ (مرزا قادیانی) نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ کی ذات' رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم' قرآن' نماز' روزہ' حج' زکوۃ' غرض کہ آپ (مرزا قادیانی) نے تفصیل سے بتایا کہ ایک ایک چیز میں ہمیں ان (مسلمانوں) سے اختلاف ہے۔'' (خطبہ جمعہ مرزا محمود' مندرجہ اخبار الفضل قادیان مورخہ ۳۰/ جولائی ۱۹۳۱ء)

ان عقائد و نظریات کی روشنی میں عام مسلمان کیا یہ سمجھنے میں حق بجانب نہیں کہ مرزا غلام احمد قادیانی اور اس کے پیروکاروں کا مذہب مسلمانوں سے الگ ہے؟ ان نظریات کے بعد کیا ربجہ غالب احمد کا یہ کہنا کہ ان کا ''کوئی اور مذہب نہیں ہے'' قابل اعتناء ہے؟ یا مسلمانوں کا یہ کہنا کہ قادیانیوں کا ''کوئی اور مذہب ہے'' بجا ہے؟ اگر ربجہ غالب احمد مذہب کے خانے میں کچھ لکھنے کی صورت میں وہی لکھنا چاہتے ہیں جو وہ ہیں تو وہ یہ کیوں نہیں لکھتے کہ ان کے مذہبی پیشوا اور خود ان کا عقیدہ یہ ہے کہ ان کا خدا' ان کا رسول' ان کا قرآن' ان کی نماز' ان کا روزہ' ان کی زکوۃ' غرض ان کی ہر چیز مسلمانوں سے الگ ہے اور انہیں ان تمام چیزوں میں مسلمانوں سے اختلاف ہے۔ مسلمانوں کا قصور تو صرف اتنا ہے کہ انہوں نے آئینی طور پر قادیانیوں کے اس خود ساختہ اختلاف کو قبول کر لیا ہے اور یہ کہہ دیا ہے کہ چونکہ قادیانیوں کو ہر چیز میں مسلمانوں سے اختلاف ہے' اس لئے انہیں لامحالہ لفظ ''مسلم'' میں بھی مسلمانوں سے اختلاف ہے اور چونکہ ''مسلم'' کے مخالف صرف ''غیر مسلم'' کا لفظ لغت میں رائج ہے' اس لئے قادیانی ''غیر مسلم'' ہیں۔ قادیانی اس خوش فہمی میں نہ رہیں کہ انہیں صرف آئینی طور پر غیر مسلم سمجھا جاتا ہے' قادیانی آئینی اور غیر آئینی' ہر لحاظ سے غیر مسلم ہیں' اور سب سے بڑھ کر یہ کہ وہ خود اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کے مطابق غیر مسلم ہیں۔ اس لئے عارف شمیم کا یہ کہنا کہ: ''۱۹۷۴ء کے بعد سے احمدیوں کو اپنی سب چیزیں الگ کرنا پڑیں۔ وہ اپنی مساجد کو مساجد نہیں کہہ سکتے' مساجد کی طرح نہیں بنا سکتے'' قابل سماعت نہیں۔ ہم ثابت کر چکے ہیں کہ قادیانیوں کو ہر چیز میں مسلمانوں سے اختلاف ہے' اس لئے وہ پہلے ہی اپنی ہر چیز مسلمانوں سے الگ کر چکے ہیں' ان کی عبادت گاہیں شروع سے مسلمانوں سے الگ رہی ہیں' اس لئے انہیں چاہئے کہ وہ اپنی عبادت گاہوں کے الگ نام تجویز کریں اور انہیں مساجد کی طرز پر تعمیر نہ کریں کیونکہ بہر حال انہیں ان چیزوں میں بھی مسلمانوں سے ''اختلاف'' ہے۔ اسی طرح ظاہر ہے کہ قادیانیوں کے قبرستان بھی مسلمانوں سے الگ ہوں گے۔ محمد افضل خان قادیانی کی کتاب نبج المصلی مجموعہ فتاوی احمدیہ سے معلوم ہوتا ہے کہ مسلمان' قادیانیوں کے قبرستان میں دفن نہیں ہو سکتے۔ قادیانیوں نے بہشتی مقبرہ کے نام سے اپنا الگ قبرستان بنایا اور اس میں تدفین کا استحقاق صرف ان قادیانیوں کو ہے جو اپنی تمام جائیداد قادیانی جماعت کے نام وقف کر چکے ہوں' یہ گویا اس تدفین کا ٹیکس ہے' سو صرف قبرستان ہی پر نہیں بلکہ طریقہ تدفین اور اس کے ٹیکس کی وصولی پر بھی قادیانیوں کا مسلمانوں سے ''اختلاف'' ہے۔ دجال کے بارے میں آتا ہے کہ اس کے پاس ایک بہشت ہوگی اور ایک دوزخ' اس کی دوزخ درحقیقت بہشت ہوگی' اور اس کی بہشت درحقیقت دوزخ ہوگی' کہیں ''بہشتی مقبرہ'' بھی دجالی بہشت کا ''ظل اور بروز'' تو نہیں؟

عارف شمیم' قادیانی جماعت چناب نگر (ربوہ) کے چودھری حمید اللہ کے الفاظ نقل کرتے ہیں کہ: ''ہر فرقے کو اپنے مذہب پر عمل کرنے کی آزادی ہے' صرف احمدیوں کو نہیں۔'' آزادی سے ان کی کیا مراد ہے؟ اس کی وضاحت نہیں کی گئی۔ سوال یہ ہے کہ کیا ملک میں قادیانی اپنے مذہب پر آزادی سے عمل نہیں کر رہے؟ کیا وہ آزادی سے اپنی عبادت گاہیں نہیں بنا رہے؟ کیا وہ آزادی سے آج بھی اپنے مذہب کی تبلیغ نہیں کر رہے؟ کیا ان کو نقل و حرکت کرنے کی آزادی نہیں؟ آپ خود فیصلہ کیجئے کہ وہ کون سی آزادی ہے جو عیسائیوں کو پاکستان میں حاصل ہے اور قادیانیوں کو حاصل نہیں؟ وہ کون سی آزادی ہے جو ہندوؤں کو حاصل ہے اور قادیانیوں کو حاصل نہیں؟ کیا دیگر مذاہب کے پیروکاروں کے مقابلے میں قادیانی پاکستان میں اپنے مذہب پر عمل کرنے میں زیادہ آزاد نہیں؟

چودھری حمید اللہ قادیانی کا نقطہ نظر عارف شمیم کے سانچے میں ڈھل کر باہر نکلتا ہے تو وہ نقطہ نظر یہ ظاہر کرتا ہے کہ: ''ہم تو احمدی کو مرحوم بھی نہیں کہہ سکتے' اسے آنجہانی لکھنا پڑتا ہے'' لیکن ظاہر ہے کہ وہ اسے مرحوم کہہ بھی نہیں سکتے' کیونکہ اس لفظ میں تو انہیں مسلمانوں سے ''اختلاف'' ہے' انہیں شکر ادا کرنا چاہئے کہ ان کے لئے ''آنجہانی'' کے لفظ کا استعمال روا رکھا گیا ہے ورنہ اگر انہیں اس لفظ سے بھی ''اختلاف'' ہوگیا تو انہیں اپنے مردے کے لئے کوئی نیا لفظ گھڑنا پڑے گا۔ چودھری حمید اللہ آگے کہتے ہیں کہ ''وہ مسجد کا گنبد نہیں بنا سکتے'' لیکن یہ تو ان کی خود پیدا کردہ ''اختلافی'' مجبوری ہے' اس لئے اس پر مسلمانوں کو مورد الزام نہیں ٹھہرایا جا سکتا۔

آگے چوہدری حمید اللہ کہتے ہیں کہ: ''توہین مذہب یا بلاس فیمی لاء سے سب سے زیادہ احمدیوں کو نقصان پہنچا ہے۔'' توہین مذہب اور توہین رسالت کے قوانین کو انگریزی میں بلاس فیمی لاء کہتے ہیں۔ چوہدری حمید اللہ کے اس جملے سے یہ واضح ہوتا ہے کہ توہین مذہب اور توہین رسالت میں سب سے زیادہ قادیانی ملوث رہے ہیں' گویا مسلمانوں کا یہ کہنا صحیح ہے کہ قادیانی گستاخ رسول ہیں۔ رہا ان کو پہنچنے والا نقصان' تو یہ بات یاد رہنی چاہئے کہ قانون شکنی کرنے والے اور قانون کے باغی کو پہنچنے والے نقصان کو مہذب معاشروں میں نقصان نہیں گردانا جاتا بلکہ قانون پر عملدرآمد شمار کیا جاتا ہے۔ ویسے یہ بات غور طلب ہے کہ سب سے زیادہ نقصان پہنچنے کا یہی دعویٰ عیسائیوں کا بھی ہے۔

کہیں یہ قادیانی اور عیسائی عقائد و اعمال میں مماثلت کا نتیجہ تو نہیں؟ گویا کہ توہین مذہب اور توہین رسالت کے جرم کے ارتکاب میں قادیانی اور عیسائی ہم پلہ ہیں۔ قادیانیوں کو اپنے آقاؤں سے یہ حیرت انگیز مشابہت ملی ہے۔

عارف شمیم پاکستان کی قادیانی جماعت کے سربراہ مرزا خورشید احمد کا نقطہ نظر پیش کرتے ہیں کہ: ''ہماری جماعت کو تو یہ حق بھی نہیں کہ اکٹھے ہو کر کوئی جلسہ یا تقریب کر سکیں۔'' ان کے بقول قادیانی جماعت کا پہلا جلسہ ۱۸۹۱ء میں ہوا تھا (جس میں مرزا غلام احمد قادیانی نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہونے کا دعویٰ کیا تھا) اور پاکستان میں ان کا آخری جلسہ ۱۹۸۳ء میں ہوا۔ عارف شمیم، مرزا خورشید احمد قادیانی کے الفاظ نقل کرتے ہیں کہ: ''ہمارا یہ حق صرف محدود ہی نہیں کیا گیا بلکہ چھین ہی لیا گیا۔'' عارف شمیم کا مطالعہ، ان کی بالغ نظری، ان کی عقل پر پڑا ہوا قادیانی پردہ، ان کی آنکھوں پر لگی ہوئی تعصب کی قادیانی عینک اگر ذرا دیر کے لئے اتر جائیں تو ہم انہیں اس حقیقت کی نشاندہی کرنا ضروری سمجھیں گے کہ کیا قادیانیوں نے مسلمانوں کی جانب سے قادیان میں بلائی گئی تبلیغ کانفرنس کو نہیں رکوایا؟ کیا انہوں نے مسلمانوں کی جانب سے بلائے گئے ہر اجتماع پر پابندی نہیں لگوائی؟ کیا انہوں نے مسلمانوں اور دیگر مذاہب کے پیروکاروں پر مظالم نہیں کئے؟ اگر قادیانیوں نے یہ سب کچھ کیا ہے، اور یقیناً کیا ہے جیسا کہ تاریخ سے واضح ہے، تو اب قادیانی اور ان کے عارف شمیم جیسے وکلاء کس منہ سے حقوق کی بات کرتے ہیں؟ غاصب کو کیا حق پہنچتا ہے کہ وہ حقوق کی پامالی کا راگ الاپے؟ قادیانیوں کی حیثیت ایک منقش سانپ کی سی ہے جو عارف شمیم جیسے افراد کو خوشنما ضرور معلوم ہوتا ہے لیکن جس کی فطرت میں ڈسنا ہے، اور وہ ہر ایک کو ڈسنا اپنا پیدائشی حق سمجھتا ہے۔ قادیانیوں نے انبیاء کرام علیہم السلام کی ذات پر کیچڑ اچھالنے سے کبھی گریز نہیں کیا۔ اگر وہ اب بھی اپنے حقوق کے خواہاں ہیں تو پہلے انبیاء کرام اور ان کے سچے پیروکاروں کے حقوق ادا کریں، اس کے بعد ہی وہ اپنے حقوق کی ادائیگی کے مطالبات پیش کر سکیں گے، ورنہ حقیقت تو یہ ہے کہ خدائی قانون کے تحت تو جو موجودہ حقوق انہیں حاصل ہیں، وہ اس کے بھی حق دار نہیں، مزید کا مطالبہ تو ایک طرف رہا۔

آگے عارف شمیم کہتے ہیں کہ: ''ایک غیر سرکاری رپورٹ کے مطابق ۱۹۸۴ء سے ۲۰۰۱ء تک مختلف واقعات میں ۹۳ احمدی قتل کئے جا چکے ہیں۔'' یہ ''غیر سرکاری رپورٹ'' یقیناً کسی ''غیر سرکاری تنظیم'' (جنہیں عرف عام میں این جی اوز کہا جاتا ہے) نے عارف شمیم کو فراہم کی ہوگی، جس کے ''غیر سرکاری'' اعداد و شمار بذات خود پکار پکار کر کہہ رہے ہیں کہ ان میں کوئی صداقت نہیں، اور اگر بفرض محال ایک لمحہ کے لئے انہیں درست بھی مان لیا جائے تو ان میں سے اکثریت ان قادیانیوں کی ہوگی جو ذاتی دشمنی، زمین کے جھگڑے، رقم کے لین دین اور اسی طرح کے دیگر معاملات کی وجہ سے قتل ہوئے ہوں گے، جنہیں جان بوجھ کر مسلمانوں کے کھاتے میں ڈالنے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ اسی طرح یہ رپورٹ چونکہ انگریزی میں تیار ہوئی ہوگی اور وہاں قتل کے لئے (Killed) کا لفظ استعمال کیا گیا ہوگا اس لئے یہ بھی امکان ہے کہ اس میں ٹریفک حادثات میں مارے گئے قادیانیوں کو بھی شامل کیا گیا ہو، کیونکہ انگریزی لفظ کے معنی میں اس طرح مارے جانے والے افراد بھی داخل ہیں۔ اگر یہ تمام قادیانی واقعی مسلمانوں نے مارے ہیں تو بھی اس بات کی کیا دلیل ہے کہ انہیں مذہبی بنیاد پر ہی مارا گیا ہے؟ دیگر بنیادوں پر نہیں مارا گیا؟ اسی کے ذیل میں عارف شمیم لکھتے ہیں کہ بقول ان کے قادیانیوں پر ''چھوٹے بڑے کل ملا کر ۳۲۶۹ مقدمے درج ہوئے ہیں''، اس میں بھی یہی معاملہ ہے کہ اگر مقدمات کی مذکورہ تعداد کو بفرض محال صحیح بھی مان لیا جائے تو اس بات کی کیا ضمانت ہے کہ یہ تمام مقدمات مذہبی بنیادوں پر بنائے گئے ہیں؟ کیا ان مقدمات کی ایف آئی آر میں یہ درج ہے کہ یہ تمام کے تمام مقدمات محض اس بنیاد پر درج کرائے گئے کہ فریق مخالف قادیانی ہے؟ ممکن ہے کہ کچھ مقدمات میں یہ وجہ بھی رہی ہو لیکن اس صورت میں سوال یہ ہے قادیانیوں کو کس حکیم نے یہ مشورہ دیا تھا کہ وہ ملکی قوانین کو توڑیں تاکہ لوگوں کو ان کے خلاف مقدمات درج کرانے کا موقع ملے؟ مسلمان ایک عرصے سے مختلف غیر مسلم ممالک میں رہ رہے ہیں، لیکن چونکہ وہ وہاں کے قوانین کی پاسداری کرتے ہیں اور اپنے خلاف مقدمات قائم کرنے کی کوئی صورت نہیں چھوڑتے اس لئے ان پر عمومی طور پر مقدمات قائم نہیں ہو پاتے، ورنہ مذہبی تعصب جتنا ان غیر مسلم ممالک میں پایا جاتا ہے؟ شاید اس کا ایک ذرہ بھی پاکستان میں نہیں پایا جاتا۔ ذرا ان ممالک میں ان کے مذہب کی توہین کر کے تو دیکھئے؟ مقدمات کا ایک لامتناہی سلسلہ تو ایک طرف، بغیر فرد جرم عائد کئے پس دیوار زنداں کر دیئے جائیں گے، بس صرف پاکستان ہی ایک ایسا ملک ہے جہاں توہین رسالت کی جائے یا توہین مذہب، چند قوانین ان کے سدباب کے لئے موجود ہیں، جن پر عملدرآمد آج تک پورے طور پر نہیں ہو سکا اور ان جرائم میں ملوث افراد یا تو بیرون ملک فرار کرا دیئے گئے یا بے گناہ قرار دے کر رہا کر دیئے گئے، اور جو چند گنے چنے مجرم مقدمات کا سامنا کر رہے ہیں ان کے لئے انسانی حقوق کے نام پر وہ شور مچایا جاتا ہے کہ الامان والحفیظ۔ قادیانی مسلمانوں کے مذہبی جذبات کو جس طرح مجروح کرتے ہیں اور ملکی قانون کا کھلم کھلا مذاق اڑاتے ہیں، اس کا ثبوت وہی ایف آئی آر ہے جسے عارف شمیم نے قادیانیوں کے مقدمات کی ایک مثال کے طور پر ذکر کیا ہے، لیکن ہم اسے مسلمانوں کے حقوق کی پامالی، قادیانیوں کی جانب سے ملکی آئین اور قانون کی خلاف ورزی اور ان کی اشتعال انگیز سرگرمیوں کے ثبوت کے طور پر پیش کرتے ہیں، ملاحظہ فرمایئے: ''مرزائیوں نے اس (آئینی اور قانونی) پابندی کے باوجود اپنی قبروں، عمارات، دفاتر، جماعت احمدیہ کی عبادت گاہوں، کاروباری مراکز وغیرہ پر کلمہ طیبہ اور دیگر قرآنی آیات تحریر کی ہوئی ہیں۔ مزید یہ کہ وہ آئے دن مختلف طریقوں سے مسلمانوں کو قادیانیت کی تبلیغ کرتے ہیں، جس میں جان بوجھ کر مسلمانوں کو ''السلام علیکم'' کہہ دینا، اذان فجر کے وقت میں ٹولیوں کی صورت میں با آواز بلند شہر میں کلمہ طیبہ پڑھنا اور دیگر...... قسم کی اسلامی حرکات کا اعادہ کرتے ہیں۔'' غور فرمایا آپ نے؟ کس دیدہ دلیری سے قادیانیوں نے اسلام، کلمہ طیبہ، قرآنی آیات اور ملکی آئین اور قانون کا مذاق اڑایا ہے، ایسے دریدہ دہن ٹولے اور اس کی وکالت و حمایت کرنے والوں کو اسلام، کلمہ طیبہ، قرآن اور ملک کا غدار نہ کہا جائے تو اور کیا کہا جائے؟ اور ان کے خلاف درج مقدمات کو جائز قرار نہ دیا جائے تو اور کیا قرار دیا جائے؟

www.amtkn.com www.facebook.com/amtkn313 www.emaktaba.info

ختم نبوۃ

عارف شمیم کو انتہائی تکلیف اس بات سے بھی پہنچی ہے کہ: ''ایک آرڈر کے تحت احمدیوں کو ان کی جماعت کی صد سالہ تقریبات منعقد کرنے سے اس لئے روک دیا گیا کہ اس سے مسلمانوں کے جذبات مجروح ہو سکتے تھے۔ اس آرڈر میں جو پابندیاں لگائی گئی تھیں' ان میں یہ بھی کہا گیا تھا کہ احمدی مٹھائیاں تقسیم نہیں کر سکتے' چراغاں نہیں کر سکتے' اور جھنڈیاں نہیں لگا سکتے اور انہیں بالواسطہ یا بلاواسطہ کوئی بھی ایسی بات سے منع کر دیا گیا ہے' جس سے مسلمانوں کے مذہبی احساسات مجروح ہو سکتے ہیں۔'' مذکورہ سرکاری حکم ۲۱/ مارچ ۱۹۸۹ء کو جاری ہوا۔ ۲۳/ مارچ ۱۹۸۹ء کو یا اس کے لگ بھگ قادیانیوں کی صد سالہ تقریبات منعقد ہونے والی تھیں کیونکہ اس تاریخ سے ٹھیک ایک صدی پہلے ۲۳/ مارچ ۱۸۸۹ء کو قادیانی مذہب کے بانی مرزا غلام احمد قادیانی نے بھارتی پنجاب کے شہر لدھیانہ میں اپنی دجا . بیعت کا آغاز کیا تھا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے بعد سے لے کر اب تک کی پوری امت مسلمہ کو کافر قرار دے کر صرف مرزا غلام احمد کو نبی ماننے والوں کو مسلہ ان قرار دیا تھا' اس لحاظ سے قادیانیوں کا صد سالہ جلسہ دراصل مسلمانوں کو کافر اور قادیانیوں کو مسلمان قرار دینے' مرزا غلام احمد قادیانی کو محمد رسول اللہ قرار دینے' قرآن ../. قادیان میں نازل ہونے اور قادیانیوں کے نزدیک حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی مرزا غلام احمد قادیانی کے ہاتھوں وفات کا صد سالہ جشن تھا' جس کی خوشی میں قادیانی جھنڈی یں لگانا چاہتے تھے' مٹھائیاں تقسیم کرنا چاہتے تھے اور چراغاں کرنا چاہتے تھے' چونکہ یہ تمام چیزیں مسلمانوں کے مذہبی جذبات کو مجروح ہی نہیں بلکہ کچلنے کے مترادف تھیں' اس . لئے حکومت پاکستان نے بالکل بجا طور پر قادیانیوں کو نہ صرف یہ کہ اس سے روکا بلکہ ''انہیں بالواسطہ یا بلاواسطہ کوئی بھی ایسی بات سے منع کر دیا'' جس سے مسلمانوں کے مذہبی احساسات مجروح ہو سکتے تھے۔ قادیانیوں کو یا ان کے حمایتیوں کو اس پر تکلیف ہونا قرین قیاس ہے لیکن دنیا بھر کے ایک ارب سے زائد مسلمانوں کو اس اقدام سے یقیناً بے حد خوشی ہوئی ہوگی۔

آخر میں عارف شمیم انتہائی معصومانہ انداز میں یہ سوال اٹھاتے ہیں کہ: ''ایسا لگتا ہے کہ احمدی عقیدے کا ہر معاشرتی عمل نہ صرف مسلمانوں کے جذبات کو مجروح کر سکتا ہے بلکہ نقص امن کا باعث بن سکتا ہے۔'' یہ ایک اٹل حقیقت ہے کہ قادیانی عقیدے کا ہر عمل' خواہ وہ مذہبی ہو یا معاشرتی' سیاسی ہو یا معاشی' مسلمانوں کے مذہبی جذبات کو انتہائی مجروح کرتا ہے۔ قادیانی' مرزا غلام احمد کو محمد رسول اللہ قرار دیتے ہیں' اسلامی سلطنتوں (بغداد' ترکی) کے زوال پر چراغاں کرتے . ہے ہیں اور مٹھائیاں بانٹتے رہے ہیں' برصغیر میں ۱۹۴۶ء کے انتخابات کے موقع پر اور کشمیر کے حوالے سے اپنے آپ کو مسلمانوں سے علیحدہ کر کے مسلمانوں کو سیاسی حیثیت سے : قابل تلافی نقصان پہنچا چکے ہیں' اپنی معیشت سے حاصل ہونے والی رقوم کے ایک بڑے حصے کو مسلمانوں کو قادیانی بنانے اور مسلمانوں کا استحصال کرنے پر خرچ کرتے ہیں' ایسی صورت حال میں قادیانی یا قادیانی نواز کیسے یہ توقع کر سکتے ہیں کہ قادیانیوں کے عقیدے کا ہر عمل نقص امن کا باعث نہیں؟ قادیانی روز اول سے ملکی آئین اور قانون سے بغاوت کے امن وامان کا مسئلہ پیدا کرتے رہے ہیں اور نقص امن کا باعث بنتے آ رہے ہیں' ان کے کرتوت کی روشنی میں ان کے خلاف اٹھائے گئے اقدامات نہ صرف جائز بلکہ وقت کی اہم ترین ضرورت تھے۔

قادیانیوں اور ان کے حامی حضرات کو ٹھنڈے دل سے غور کرنا چاہئے کہ اگر وہ آج بھی شرانگیزی اور اسلام دشمنی چھوڑ دیں اور اسلام کے چودہ سو سال سے متفقہ چلے آنے والے عقائد کو اختیار کر لیں تو مسلمان کی ان سے کوئی دشمنی نہیں رہے گی' ذرا سے دنیوی مفاد کی خاطر دنیا و آخرت میں رسوائی کا سامان پیدا کرنا عقل وخرد کا تقاضا نہیں۔ مہدی اور مسیح کی ایک بھی علامت مرزا غلام احمد پر صادق نہیں آتی اور محمد رسول اللہ وہ کسی قیمت پر ہو نہیں سکتا' ایسی صورت میں کیا قادیانیوں کے لئے یہ بہتر نہیں کہ وہ حقیقی محمد رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) پر ایمان لا کر ان کے بتائے ہوئے مہدی و مسیح کی تصدیق کر کے دنیا و آخرت میں فلاح وکامیابی کے حق دار بن جائیں؟ اب بھی وقت ہے اور توبہ کا دروازہ کھلا ہے۔ قادیانی حضرات اور ان کے بے دام غلام ویر نہ کریں اور اس سنہری موقع سے فائدہ اٹھائیں۔ اگر وہ خود نہیں سمجھ سکتے تو عارف شمیم کو چاہئے کہ وہ قادیانیوں کو یہ بات سمجھائیں۔ عالمی سطح پر بی بی سی کے ذریعہ اسلام اور مسلمانوں کے خلاف پروپیگنڈا کر نہ اسلام کو ختم کر سکتا ہے اور نہ مسلمانوں کی تعداد گھٹا سکتا ہے' لیکن بی بی سی کی ساکھ کو مجروح اور اس کی اسلام دشمنی کو مزید اجاگر ضرور کر سکتا ہے۔ اسلام آج بھی اپنی اصل تعلیمات کے ساتھ زندہ وتابندہ ہے۔ عارف شمیم کو قادیانیوں کی حمایت میں اتنا آگے نہ بڑھنا چاہئے کہ پھر ان کے پاس اسلام کی طرف واپس آنے کا کوئی راستہ باقی نہ رہے۔ اسلام کے دروازے بہرحال ان کے لئے اب بھی کھلے ہیں۔ (ختم شد)

ضروری اعلان

ہفت روزہ ''ختم نبوت'' کے اندرون وبیرون ملک کے تمام قارئین کرام کے نام بقایاجات کی ادائیگی کے سلسلے میں یاددہانی کے خطوط ارسال کر دیئے گئے ہیں۔ احباب سے درخواست کی جاتی ہے کہ جن حضرات کے نام بقایاجات واجب الادا ہیں وہ فوراً اپنی رقم بنام ہفت روزہ ''ختم نبوت'' کراچی منی آرڈر' چیک یا ڈرافٹ کی شکل میں ارسال فرما کر ممنون فرمائیں۔

یاد رہے کہ جلد نمبر ۲۰ شمارہ نمبر ۹ سے بوجہ ہوشربا گرانی' کاغذ و ڈاک خرچ رسالہ کی قیمت میں اضافہ کر دیا گیا ہے۔

نیا سالانہ زرتعاون : ۳۵۰ روپے ہے' آئندہ اس حساب سے رقم ارسال فرمائیں۔

نوٹ : اپنے خریداری نمبر کی وضاحت بھی ضرور فرمائیں۔ شکریہ (ادارہ)

ختم نبوۃ

اسلام کا پیغام اتحاد

مولانا مصلح الدین قاسمی

اقوام عالم کے عروج و زوال کی تاریخ کے مطالعے سے یہ بات آفتاب نیم روز کی طرح عیاں ہوجاتی ہے کہ قوموں کو سرفرازی‘ کامیابی و کامرانی‘ عظمت و سربلندی اور عزت و افتخار کے بام عروج تک پہنچانے میں اتحاد و اتفاق‘ جذبۂ خیرسگالی اور اخوت و بھائی چارہ نے نہایت اہم اور بنیادی کردار ادا کیا۔ عزت وافتخار کی فلک بوس چوٹیوں سے ذلت ورسوائی‘ نکبت و پستی اور انحطاط وتنزل کی رسوا کن وادیوں میں قومیں اس وقت جاگرتی ہیں جب باہمی ربط وضبط کی رسی کمزور پڑ جاتی ہے اور معاشرے میں نااتفاقی‘ خود غرضی‘ بے انصافی اور عدم تعاون جیسی مہلک بیماریاں جنم لینے لگتی ہیں‘ جو قومی وسماجی بنیاد کو دیمک کی طرح چاٹ کر کھوکھلا کردیتی ہیں اور پورا معاشرہ عدم توازن سے دوچار ہوکر انحطاط وتنزل کی گہرائیوں میں گر پڑتا ہے‘ نتیجتاً پوری قوم بدامنی و انارکی اور انتشار و لامرکزیت کا شکار ہوکر ذلت و رسوائی اور بے وقعتی کی زندگی بسر کرنے پر مجبور ہوجاتی ہے۔

اسلام نے اپنے پیروکاروں کو جن اہم امور کی طرف توجہ دلائی ہے اوران کو عملی جامہ پہنانے کی ترغیب دی ہے‘ان میں باہمی اتحاد‘ قومی یکجہتی اور معاشرتی اتفاق کو خاص اہمیت حاصل ہے‘ایک قابل قدر معاشرہ اور سماج اسی وقت وجود میں آسکتا ہے جب اس کو ملک وقوم اور رنگ ونسل سے ہٹ کر ایسے جامع اصول پر تشکیل دیا جائے جس کو اپنانے سے لوگوں کے دلوں میں یگانگت اور اپنائیت کا جذبہ پیدا ہو اور جس کے سامنے دیگر تمام ناقابل عمل امتیاز وخصوصیات معدوم ہوکر رہ جائیں‘ رب کریم نے اسی حقیقت کی طرف اپنی مقدس کتاب قرآن کریم میں خاص انداز سے رہنمائی کی ہے:

”اے لوگو! ہم نے تم کو ایک مرد اور ایک عورت سے پیدا کیا ہے اور تم کو مختلف قومیں اور مختلف خاندان بنایا تاکہ ایک دوسرے کی شناخت کرسکو‘ اللہ کے نزدیک تم میں بڑا شریف وہ ہے جو سب سے زیادہ پرہیزگار ہو‘ اللہ خوب جاننے والا‘ پورا خبردار ہے۔“ (سورۂ حجرات:۱۳)

اسلام چونکہ مساوات اور بھائی چارے کا پیغام دیتا ہے‘ اس لئے بڑائی اور عظمت کا معیار حسب ونسب اور رنگ ونسل پر نہیں بلکہ تقویٰ اور اعمال صالحہ پر رکھا گیا ہے‘ اسی مضمون کو قرآن کریم کی ایک دوسری آیت میں اللہ رب العزت نے یوں بیان فرمایا ہے:

”وہی وہ ذات ہے جس نے تم کو پیدا کیا‘ تم میں بعضے کافر ہیں اور بعضے مؤمن ہیں۔“ (سورۂ تغابن:۲)

اس آیت کریمہ کی تفسیر کرتے ہوئے حضرت مفتی محمد شفیع صاحبؒ لکھتے ہیں:

”اولاد آدم علیہ السلام سب ایک برادری ہے اور پوری دنیا کے انسان اسی برادری کے افراد ہیں‘ اس برادری کو الگ کرنے اور الگ گروہ بنانے والی چیز صرف کفر ہے۔ رنگ اور زبان‘ نسب اور خاندان‘ وطن اور ملک میں سے کوئی چیز ایسی نہیں جو انسانی برادری کو مختلف گروہوں میں بانٹ دے۔ ایک باپ کی اولاد اگر مختلف شہروں میں رہنے لگے اور مختلف زبانیں بولنے لگے یا ان کے رنگ میں تفاوت ہو تو وہ الگ الگ گروہ نہیں ہوجاتے ہیں‘ اختلاف رنگ وزبان اور وطن وملک کے باوجود یہ سب آپس میں بھائی ہی ہوتے ہیں‘ کوئی سمجھدار

ختم نبوۃ

انسان ان کو مختلف گروہ قرار نہیں دے سکتا۔

قرآن کریم کی مذکورۃ الصدر آیات اس پر بھی شاہد ہے کہ اللہ رب العزت نے کل بنی آدم کو صرف کافر و مومن دو گروہوں میں تقسیم فرمایا' اختلاف رنگ وزبان کو قرآن کریم نے اللہ تعالیٰ کی قدرت کاملہ کی نشانی اور انسان کے لئے بہت سے معاشی فوائد پر مشتمل ہونے کی بنا پر ایک عظیم نعمت تو قرار دیا مگر اسے بنی آدم میں گروہ بندی کا ذریعہ بنانے کی اجازت نہیں دی۔"

(معارف القرآن ۸/۹۳ مطبع مصطفائیہ دیوبند)

اسلام نے جس ہمہ گیر پیمانے پر باہمی تعاون وتناصر کی اہمیت کا احساس دلایا ہے' اس کی بنیاد پر قائم ہونے والا معاشرہ ایک ایسا صالح اور مستحکم معاشرہ ہوگا' جس میں ملک وقوم' رنگ ونسل' زبان ووطن اور خاندان کے بجائے' ایمان ویقین' اخوت و مساوات' تعاون و حمایت' مواسات و خیر خواہی اور صدق وامانت کے اعتراف اور اس کو برتنے کا جذبہ کار فرما ہوگا' قرن اول کے مسلمانوں نے ان اصول وضوابط پر جو معاشرہ تشکیل دیا تھا وہ ایک صالح اور منظم معاشرہ تھا' جس کا ہر فرد دوسرے سے اس قدر مربوط تھا کہ حاکم ومحکوم اور آقا وغلام کے مابین امتیاز کرنا مشکل نظر آتا تھا' کسی کو دوسرے سے ممتاز کرنے والی اگر کوئی صفت تھی تو وہ اطاعت خداوندی اور تقویٰ کی صفت تھی' اور یہی اوصاف آج ہم میں مفقود ہیں' جس کی بنا پر مسلمان قعر مذلت میں گرتا چلا جارہا ہے' جب کہ آقائے نامدار' تاجدار مدینہ' جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مختلف مواقع پر اس حقیقت کا اظہار فرمایا ہے اور امت کو اطاعت وتقویٰ کا درس دیا ہے۔ چنانچہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ کی روایت ہے کہ فتح مکہ کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی اونٹنی پر سوار ہوکر طواف فرمایا' طواف سے فارغ ہوکر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ خطبہ دیا:

"شکر ہے اللہ کا! جس نے رسوم جاہلیت کو اور اس کے تکبر کو تم سے دور کردیا' اب تمام انسانوں کی صرف دو قسمیں ہیں: ایک نیک اور متقی' وہ اللہ کے نزدیک شریف اور محترم ہے' دوسرا فاجر شقی' وہ اللہ کے نزدیک ذلیل وحقیر ہے' اس کے بعد اس آیت کی تلاوت فرمائی جو اوپر مذکور ہے۔"

(ترمذی: ۲/۱۶۳)

ایک دوسری حدیث میں سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے نہایت ہی تہدید آمیز کلمات اس سلسلے میں ارشاد فرمائے ہیں:

"وہ ہمارے زمرے سے خارج ہے جو عصبیت کی دعوت دے' وہ ہم میں سے نہیں جو عصبیت کی بنا پر جدال وقتال کرے' وہ ہماری جماعت سے نہیں جس کا خاتمہ عصبیت پر ہوا ہو۔" (ابوداؤد: ۲/۶۹۸)

ایک اور حدیث میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

"کسی عربی کو عجمی پر اور کسی عجمی کو عربی پر' نہ کسی گورے کو کالے پر' نہ کسی کالے کو گورے پر فضیلت ہے' تم سب کی خلقت آدم سے ہے اور آدم کو مٹی سے پیدا کیا۔"

(مسند احمد)

مسلمانوں کی نکبت وپستی اور ذلت وخواری کی اصل وجہ جہاں احکام اسلام کی پیروی سے انحراف ہے وہاں اس کا ایک بڑا سبب آپس کا اختلاف وانتشار بھی ہے' حالانکہ اتحاد واتفاق میں وہ فولادی قوت مضمر ہے جس کے ذریعے پہاڑوں سے ٹکرانے' طوفان کے مقابلے میں ڈٹ جانے' اور ٹھاٹھیں مارتے ہوئے سمندر میں کود پڑنے کا جوش وولولہ پیدا ہوتا ہے اور ہر محاذ پر پامردی اور ثابت قدمی کا نمونہ پیش کرنے کا جذبہ دل میں موجزن رہتا ہے' اور جب اتحاد کی جگہ انتشار لے لیتا ہے تو دلوں میں بزدلی آجاتی ہے' پیروں میں جنبش آجاتی ہے اور مقابلے کی قوت سلب ہوجاتی ہے۔ شاعر مشرق علامہ اقبال مرحوم نے اس کی بڑی اچھی منظر کشی کی ہے:

ایک ہوجائیں تو بن سکتے ہیں خورشید مبیں
ورنہ ان بکھرے ہوئے تاروں سے کیا بات بنے

کاش! عصر حاضر کے مسلمان اپنی تنزلی اور پستی کے اسباب پر غور کریں اور اپنے آپ کو اسلامی رنگ میں ڈھالنے کی کوشش کریں کیونکہ مسلمانوں کی بقا صرف اور صرف اسلام کے پرچم تلے ہے اور ان کی کامیابی اسلاف کی اتباع اور ماضی کی روشنی میں اور اپنا معاشرہ تعمیر کرنے میں ہے' انہیں اپنے معاشرہ کو دور ماضی کے اسلامی معاشرہ سے اس قدر قریب کرنا چاہئے کہ قرن اول تک پہنچ جائیں' پھر جو معاشرہ یا سماج وجود میں آئے گا وہی دنیا کا صالح اور مستحکم ترین معاشرہ ہوگا اور اسی سے آپس میں بھائی چارہ اور دوسروں کے مقابلے میں ثابت قدم رہنے کا جذبہ پیدا ہوگا اور یہی معاشرہ دنیا کے لئے نجات دہندہ ثابت ہوگا۔

(ان شاء اللہ)

☆☆..........☆☆

ختم نبوۃ

گزشتہ سے پیوستہ

تحریک ختم نبوت ۱۹۷۴ء کی کہانی

مولانا تاج محمودؒ کی زبانی

شام کو الخیام ہوٹل میں پریس کانفرنس ہوئی' جس میں مولانا مفتی زین العابدین' مولانا فقیر محمد' مولانا حکیم عبدالرحیم اشرف' صاحبزادہ سید افتخار الحسن' مولانا فضل رسول حیدر' مولانا محمد صدیق' مولانا اللہ وسایا اور دوسرے رہنما موجود تھے۔ اخباری نمائندوں کے سامنے پوری تفصیلات بیان کیں اور دوسرے روز فیصل آباد شہر میں ہڑتال کا اعلان کر دیا گیا۔ پریس کانفرنس میں اعلان کیا گیا کہ لاہور' کراچی' بہاولپور' کوئٹہ' حیدرآباد' سکھر' پشاور' راولپنڈی کے علماء سے مشوروں کا سلسلہ جاری ہے' ان سے رابطہ کر کے تحریک کا آغاز کیا جائے گا' شہر کی تمام مساجد کے اسپیکروں اور رکشہ پر اسپیکر باندھ کر شہر میں اگلے روز کی ہڑتال اور جلسہ عام کا اعلان کرایا گیا' رات عشاء کے قریب ان امور سے فارغ ہو کر گھر آیا تو آغا شورش کاشمیری مرحوم نے ٹیلیفون کیا کہ آپ لوگ کل کیا کر رہے ہیں؟ میں نے ساری تفصیلات بتائیں۔

آغا مرحوم نے فرمایا کہ کل کے جلسہ عام میں "قادیانیوں کے سوشل بائیکاٹ کا اعلان کریں" تاکہ عوام کا غصہ حکومت کی بجائے قادیانیت کی طرف ہو' اس لئے کہ پچھلی تحریک میں قادیانیوں نے ہمارا تصادم حکومت سے کرا دیا تھا اب ہمارا تصادم بجائے حکومت کے قادیانیوں سے رہے تاکہ ہم پرامن تحریک جاری رکھ سکیں۔ دوسرے روز شہر میں مثالی ہڑتال اور تاریخ ساز جلسہ عام ہوا' کچہری بازار کی جامع مسجد میں علماء کرام کی تقریریں ہوئیں' ان کے علاوہ اس جلسہ عام میں ملک احمد سعید اعوان نے بھی شرکت کی جو پیپلز پارٹی فیصل آباد کے صدر تھے' انہوں نے بھی دھواں دھار تقریر کی۔ لوگوں نے مطالبہ کیا کہ جلوس نکالا جائے' جلسہ ختم کیا جائے' احمد سعید اعوان نے عوام کا مطالبہ سنا تو ڈپٹی کمشنر کے پاس گئے اور پرامن جلوس کی اجازت لے کر آ گئے' انہوں نے آ کر جلوس کا اعلان کر دیا مگر ستم یہ ہوا کہ ڈپٹی کمشنر نے جلوس کی اجازت تو دے دی مگر بازار میں متعین ڈیوٹی افسران کو اجازت کی اطلاع نہ دی وہ پہلی اطلاع کے مطابق جلوس کو روکنے کے پابند تھے' جلوس کا اعلان ہوا انہوں نے پوزیشن سنبھالی لی' جلوس نعرے لگاتا ہوا کچہری بازار میں جونہی داخل ہوا انہوں نے شیلنگ اور لاٹھی چارج کیا' ایک شیل میرے بازو پر لگا میں زخمی ہو گیا' دوسرے رہنماؤں کا بھی یہی حال ہوا' افراتفری کا عالم' چار سو دھواں ہی دھواں' اس دھکم پیل میں جلوس نے دھرنا مار لیا' اس افسوسناک سانحہ کی اطلاع ڈپٹی کمشنر کو ملی تو انہوں نے تازہ احکامات بھجوائے اور جلوس کو آگے بڑھنے کی اجازت دیدی۔ جلوس مختلف بازاروں کا چکر لگاتا ہوا جامع مسجد میں میرے خطاب پر اختتام پذیر ہوا۔ مولانا مفتی زین العابدین نے دعا کرائی اور جلوس کو پرامن منتشر ہونے کی ہدایت کی۔

جس روز ہم فیصل آباد میں جلسہ' جلوس میں مصروف تھے' اسی دن آغا شورش کاشمیری' مولانا عبیداللہ انور اور نوابزادہ نصر اللہ خان نے لاہور میں تمام مکاتب فکر کی میٹنگ کی اور اسی طرح کے فیصلے کئے جو ہم فیصل آباد میں کر چکے تھے' ملتان اور راولپنڈی میں تیسرے روز مولانا محمد شریف جالندھری اور مولانا غلام اللہ خان کو فون کے ذریعہ اطلاع دی گئی کہ فوری طور پر آل پارٹیز مرکزی مجلس عمل تحفظ ختم نبوت کا اجلاس بلایا جائے۔ چنانچہ مولانا محمد یوسف بنوری کی طرف سے مولانا محمد شریف جالندھری نے لاہور' ملتان' ساہیوال' فیصل آباد' کوئٹہ' پشاور' کراچی' سرگودھا' گوجرانوالہ اور دیگر شہروں کے علمائے کرام کو ۳/ جون کی میٹنگ کے لئے پنڈی پہنچنے کی دعوت دی۔

فیصل آباد سے میں' مولانا مفتی زین العابدین' حکیم عبدالرحیم اشرف' مولانا محمد اسحاق چیمہ' مولانا محمد صدیق راولپنڈی جانے کے لئے تیار ہوئے۔ مولانا محمد صدیق کار کے ذریعہ اور ہم لوگ ۲/ جون کی شام کو چناب ایکسپریس کے ذریعے روانہ ہوئے' ٹیلیفون کے ذریعہ تمام تر پروگرام کی اطلاع تھی' ہمارے فون ٹیپ ہو رہے تھے گورنمنٹ منٹ منٹ کی کارروائی سے باخبر تھی' رات بارہ بجے کے قریب ٹرین لالہ موسیٰ پہنچی تو پولیس کا ایک دستہ اور مجسٹریٹ آ دھمکے' ہمارے ڈبہ کے دروازہ اور کھڑکیوں کو کھڑکایا' ہم لوگ بیدار ہوئے' دروازہ کھولا' تعارف ہوا' ہمیں اپنا سامان باندھ کر نیچے اترنے کا حکم ملا' اسٹیشن سے پیادہ تھانہ لالہ موسیٰ لائے' سامان پولیس والوں نے اٹھایا' مولانا محمد اسحٰق زمیندار ٹائپ انسان تھے' ہرچند کوشش کی کہ یہ بچ جائیں' مگر ان کا مولوی ہونا رکاوٹ بن گیا' وہ بھی دھر لئے گئے' تھانے سے ہمیں ایک بس میں بٹھا کر رات کوئی ایک بجے کے قریب جہلم کی طرف روانہ کیا گیا' آگے بڑی سڑک چھوڑ کر ایک چھوٹی سڑک پر رواں دواں

صبح سحری کے وقت ہم ایک دیہاتی تھانہ میں پہنچا دیے گئے۔ بھٹو کا دور تھا' گرفتار ہونے والوں کے ساتھ عجیب و غریب سانحات پیش آ رہے تھے' ہزاروں وساوس کا شکار' بے خبری کے عالم میں ہم وہاں پہنچے' حیران تھے کہ شہر کے تھانہ سے دیہات کے بے آباد علاقہ کے تھانہ میں ہمیں کیوں لایا گیا؟ چارپائیاں دی گئیں' تھوڑی دیر لیٹے' نماز کا وقت ہو گیا' ہم نماز میں مشغول ہو گئے' پولیس والوں کی ایک بیرک میں انہوں نے ہماری چارپائیاں ڈال دیں' ایس ایچ او نے اپنی جیب سے دس روپے دیئے' ہمیں چائے پلائی گئی' ہم نے اپنے طور پر پیسے دینے کی کوشش کی' مگر ایس ایچ او صاحب راضی نہ ہوئے' ادھر ادھر کی گفتگو ہوئی' ہمارا تعارف ہوا تو وہ کچھ مانوس ہوا' ہم نے پوچھا کہ ہم اس وقت کہاں ہیں؟ تو انہوں نے بتایا کہ تھانہ ڈنگہ ہے' گجرات کا ضلع ہے' ہم نے پوچھا کہ ہمیں یہاں کیوں لایا گیا؟ انہوں نے خود لاعلمی ظاہر کی' ہم لوگ لیٹ گئے' دوپہر کا وقت ہوا تو ایس ایچ او نے بڑے اہتمام سے کھانا کھلایا' کھانا کھا کر ہم پھر لیٹ گئے' نماز کے لئے اٹھے' ابھی نماز پڑھ کر فارغ نہ ہوئے تھے کہ اطلاع ملی کہ ڈپٹی کمشنر ذوالقرنین اور ایس پی محمد شریف چیمہ ہم سے ملاقات کے لئے تشریف لائے ہیں' نماز پڑھ کر ہم نے عمداً تھوڑی تاخیر کی کہ آخر یہ کیا ہو رہا ہے؟ تھانہ میں لوٹے' آپس میں گپ شپ ہوئی' اتنے میں دیکھا کہ صحن میں میز کرسیاں لگائی جا رہی ہیں' تازہ پھل' مٹھائیاں' چائے کا اہتمام ہو رہا ہے' ہم سمجھے کہ پولیس والے ایس پی و ڈی سی کی خاطر تواضع کے لئے اپنے عمل میں مصروف ہیں' ان کی آؤ بھگت کا اہتمام ہو رہا تھا' تھوڑی دیر کے بعد ہمیں بلایا گیا کہ ڈپٹی کمشنر صاحب اور ایس پی صاحب آپ حضرات کو بلاتے ہیں' اب معلوم ہوا کہ یہ تو ہمارے استقبالیہ کا اہتمام کیا گیا ہے' دونوں بڑے تپاک سے ملے' ذوالقرنین مجھے ذاتی طور پر جانتے تھے' وہ فیصل آباد میں اے ڈی سی جی رہ چکے تھے' گفتگو شروع ہوئی' دونوں کا روئے سخن میری طرف تھا۔ مفتی صاحب و حکیم صاحب

خوشخبری

ایک تحریک ...... وقت کا تقاضہ

بحمد ہ تعالیٰ! عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت نے اپنے اکابر کے مجموعہ رسائل پر مشتمل ''احتساب قادیانیت'' کے نام سے اس وقت تک سات جلدیں شائع کی ہیں:

۱:...... احتساب قادیانیت جلد اول (مجموعہ رسائل) حضرت مولانا لال حسین اخترؒ

۲:...... احتساب قادیانیت جلد دوم (مجموعہ رسائل) مولانا محمد ادریس کاندھلویؒ

۳:...... احتساب قادیانیت جلد سوم (مجموعہ رسائل) مولانا حبیب اللہ امرتسریؒ

۴:...... احتساب قادیانیت جلد چہارم (مجموعہ رسائل) مولانا سید محمد انور شاہ کشمیریؒ

" " " " " " حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانویؒ

" " " " " " حضرت مولانا سید محمد بدر عالم میرٹھیؒ

" " " " " " حضرت مولانا علامہ شبیر احمد عثمانیؒ

۵:...... احتساب قادیانیت جلد پنجم (مجموعہ رسائل) صحائف رحمانیہ ۲۴ عدد خانقاہ مونگیر

۶:...... احتساب قادیانیت جلد ششم (مجموعہ رسائل) علامہ سید سلمان منصور پوریؒ

۷:...... احتساب قادیانیت جلد ہفتم (مجموعہ رسائل) حضرت مولانا محمد علی مونگیریؒ

(یہ سات جلدیں شائع ہو چکی ہیں) اللہ تعالیٰ کو منظور ہوگا تو جلد ہشتم و نہم حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ کے مجموعہ رسائل پر مشتمل ہوگی۔ جلد دہم میں مرزا قادیانی کے نام نہاد قصیدہ اعجازیہ کے جواب میں امت کے جن فاضل علماء نے عربی قصائد تحریر کئے انہیں شامل اشاعت کیا جائے گا۔ اس سے آگے جو اللہ تعالیٰ کو منظور ہوا۔

طالب دعا

(مولانا) عزیز الرحمٰن جالندھری

مرکزی دفتر' حضوری باغ روڈ' ملتان

ختم نبوۃ

بڑی محتاط گفتگو کے دلدادہ ہیں' میں ایک ذہین انسان ہوں' اب لگے وہ معافی مانگنے کہ خدا کے لئے آپ ہمیں معاف کردیں' غلطی ہوگئی' ہم نے کہا کہ آپ ہم سے کیوں مذاق کرتے ہیں؟ آپ لوگوں نے ہمیں گرفتار کیا ہے' انہوں نے کہا کہ نہیں جناب! بس تھوڑی سی غلطی ہوگئی' چیف سیکریٹری صاحب نے ہمیں حکم دیا ہے کہ آپ جا کر ان سے معافی مانگیں اور سرکاری گاڑی میں راولپنڈی پہنچائیں' ہم نے ان سے کہا کہ نہیں! جہلم میں ہمارے دوست ہیں آپ ہمیں وہاں پہنچادیں' ہم آپ سے کوئی مزید مراعات نہیں چاہتے۔ ہم نے جہلم پہنچ کر فیصلہ کیا کہ اب راولپنڈی جانا فضول ہے' میٹنگ کا وقت گزر گیا ہے' جو فیصلے ہوں گے اطلاع ہوجائے گی' اب ہمیں فیصل آباد جانا چاہئے' حضرت مفتی صاحب کے ایک تعلق والے کے ہاں جہلم میں ٹھہرے تھے کہ جہلم کی ضلعی انتظامیہ کا اعلیٰ آفیسر آیا اور کہا کہ چیف سیکریٹری آپ سے بات کرنا چاہتے ہیں' انہوں نے فون کیا تو چیف سیکریٹری لگے معذرت کرنے اور کہا کہ ہم نے آپ چاروں حضرات کے گھروں میں پیغام دے دیا ہے کہ آپ خیریت سے ہیں۔

پورے ملک میں تحریک کا زور تھا' ہر جگہ ہڑتالیں' جلسے' جلوسوں کا سلسلہ شروع تھا' راولپنڈی ہم نہ جاسکے' باقی حضرات بھی بہت کم تعداد میں پہنچے اس لئے راولپنڈی کی اس میٹنگ میں مولانا سید محمد یوسف بنوری نے فیصلہ کیا کہ ۹/ جون کو لاہور میں اجلاس رکھا جائے' اجلاس کی تیاری کے لئے صرف چھ دن تھے' اطلاعات کا سلسلہ شروع ہوا' ۹/ جون کو لاہور میں میٹنگ ہوئی۔ مجلس تحفظ ختم نبوت کی دعوت پر اٹھارہ سیاسی و دینی جماعتوں کا اجلاس منعقد ہوا۔ جامع مسجد شیرانوالہ باغ میں عوام و خواص میٹنگ کے فیصلوں کو سننے کے لئے جمع تھے' ملک بھر کے اکابر علماء نے اس میں شرکت کی۔ مولانا مفتی محمود' مولانا محمد یوسف بنوری' مولانا خان محمد' مولانا عبدالستار خان نیازی' مولانا غلام اللہ خان' نوابزادہ نصر اللہ خان' مولانا غلام علی اوکاڑوی' مولانا شاہ احمد نورانی' مولانا محمد شریف جالندھری' چوہدری غلام جیلانی' مولانا عبیداللہ انور' سید مظفر علی شمسی اور دیگر حضرات اس میں شریک تھے' اللہ رب العزت نے فضل فرمایا' پورے ملک کی اپوزیشن متحد تھی' تحریک چلی تو تمام ممبران اسمبلی اور اپوزیشن بھی مجلس عمل میں شریک ہوگئے' یوں سوائے پیپلز پارٹی کے باقی تمام دینی و سیاسی جماعتوں نے مل کر رحمت دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے وصف خاص عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ کے لئے تحریک چلانے کا اعلان کیا' ساری صورت حال کا جائزہ لیا گیا' آخر طویل بحث کے بعد شورش کاشمیری کی تحریک و تجویز پر مولانا محمد یوسف بنوری کو آل پارٹیز مرکزی مجلس عمل تحفظ ختم نبوت پاکستان کا کنوینر بنایا گیا' قادیانیوں کے اقتصادی و عمرانی بائیکاٹ کا اعلان کیا گیا' اسلامیان پاکستان سے ۱۴/ جون کو ملک بھر میں ہڑتال کی اپیل کی گئی اور ۱۶/ جون کو فیصل آباد میں مجلس عمل کے مستقل انتخاب کا طے ہوا۔

یکم جون کو آغا شورش کاشمیری' مولانا سید محمد یوسف بنوری اور دیگر حضرات نے وزیر اعظم ذوالفقار علی بھٹو سے قادیانیت کے مسئلہ پر ملاقات کرکے تبادلۂ خیال کیا' مولانا سید محمد یوسف بنوری نے بھٹو صاحب سے کہا کہ وزیر اعظم لیاقت علی خان قادیانیت کا مسئلہ حل کرنا چاہتے تھے مگر وہ شہید ہوگئے' اس پر بھٹو نے کہا کہ آپ مجھے بھی شہید کرانا چاہتے ہیں؟ شیخ بنوری نے زور سے وزیر اعظم کی میز پر مکا مار کر فرمایا کہ آپ کے مقدر ایسے کہاں؟ اس پر بھٹو صاحب ششدر رہ گئے۔

۱۴/ جون کو تمام ملک میں قادیانیوں کو اقلیت قرار دینے کی حمایت میں ہڑتال ہوئی۔ اتنی بڑی ہڑتال اس سے پہلے کبھی نہیں ہوئی' اس ہڑتال کو ریفرنڈم سے تشبیہ دی گئی' مسجد وزیر خان لاہور میں جلسہ ہوا' مولانا عبدالستار خان نیازی' نوابزادہ نصر اللہ خان' آغا شورش کاشمیری' مولانا عبیداللہ انور' سید مظفر علی شمسی' احسان الٰہی ظہیر اور سید محمود احمد رضوی نے تقریریں کیں۔ سانحہ ربوہ کی تحقیقات کے لئے مسٹر جسٹس صمدانی کو مقرر کیا گیا۔ انہوں نے ۳/ مئی سے تحقیقات کا آغاز کیا' وزیر اعظم بھٹو نے ۱۳/ جون کو تقریر کرکے قوم کو عوامی امنگوں کے متعلق مسئلہ حل کرنے کا مژدہ سنایا' انہوں نے قومی اسمبلی میں مسئلہ لے جانے کا وعدہ کیا' پورے ملک میں قادیانیوں کے بائیکاٹ کی موثر تحریک شروع ہوگئی۔

۱۶/ جون فیصل آباد کی تاریخ میں ایک عظیم تاریخی دن تھا' پورے ملک کی دینی و سیاسی طاقت یہاں پر جمع ہوئی' ماڈل ٹاؤن سی میں مجلس عمل کی میٹنگ مولانا سید محمد یوسف بنوری کی صدارت میں منعقد ہوئی۔

۱۶/ جون کی شام کو فیصل آباد کی تاریخ کا عظیم الشان اجتماع منعقد ہوا' ملک بھر سے آئے ہوئے مقررین و رہنماؤں نے دھواں دھار تقریریں کیں' بھٹو کی ریڈیو ٹی وی کی تقریر کو ناقابل قبول قرار دے دیا گیا۔

۲۰/ جون کو سرحد اسمبلی نے مرزائیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کی متفقہ قرارداد پاس کی۔ ۲۲/ جون کو قادیانی مسئلے کے متعلق حکومت نے مری میں اجلاس منعقد کیا' اس میں کئی اہم فیصلے کئے گئے جس میں ربوہ کو کھلا شہر قرار دینے کا فیصلہ بھی شامل تھا۔

یکم جولائی سے قومی اسمبلی کا اجلاس شروع ہوا' حزب اقتدار و حزب اختلاف نے متفقہ طور پر قومی اسمبلی کو ایک کمیٹی قرار دے کر اجلاس شروع کردیا۔ ربوہ کے مرزائیوں کے مرزا ناصر اور لاہوریوں کے صدرالدین کو قومی اسمبلی میں بلایا گیا۔ انہوں نے اپنا موقف بیان کیا' تمام ممبران سوالات لکھ کر اٹارنی جنرل یحییٰ بختیار کی معرفت ان سے سوالات کرتے تھے' مولانا مفتی محمود نے یحییٰ بختیار کی دینی و شرعی امور میں معاونت کی۔

۲۰/ جولائی کو مرزائی نواز عناصر اور بعض حکومتی ارکان و علماء سوء نے اپنی ایک لے پالک ایجنسی کو ہزاروں روپے دے کر مولانا سید محمد یوسف بنوری کے خلاف اخبارات میں اشتہارات لگوائے' شیخ بنوری کو مشکوک قرار دینے کے بجائے عوام نے حکومت اور مرزائیوں کو مجرم قرار دیا۔

۲۴/ جولائی کو مرزا ناصر کا قومی اسمبلی میں بیان مکمل ہوا' اس پر باقی ارکان تو درکنار خود پیپلز پارٹی کے

www.amtkn.com www.facebook.com/amtkn313 www.emaktaba.info

غیر جانبدار اراکین اس قدر برافروختہ تھے کہ انہوں نے مرزا ناصر پر درشت لہجہ میں جرح کی اس کے بعض گستاخانہ کلمات پر ارکان نے سخت الفاظ میں اسے ٹوکا تمام اراکین اسمبلی قادیانیت کے خارج از اسلام ہونے پر متفق ہوگئے مرزائیوں کے قومی اسمبلی میں بیانات کے جواب کے لئے مولانا سید محمد یوسف بنوری کی سربراہی میں مولانا محمد تقی عثمانی اور مولانا سمیع الحق نے "ملت اسلامیہ کا موقف" نامی کتاب مرتب کی

اس سلسلے میں ایک روز عجیب مسئلہ درپیش آیا مجلس عمل کا ایک خصوصی اجلاس جاری تھا تحریک کے اخراجات کے لئے فنڈ کا مسئلہ زیر بحث آیا چوہدری ظہور الٰہی نے تجویز پیش کی کہ تمام ارکان اور مجلس عمل میں شامل جماعتیں پانچ پانچ ہزار روپے میاں فضل حق خازن کے پاس اخراجات کے لئے جمع کراویں مزید اخراجات کے لئے بعد میں غور کرلیا جائے گا مولانا محمد یوسف بنوری نے مجھے اور مولانا محمد شریف جالندھری کو علیحدہ لے جاکر فرمایا کہ تمام جماعتوں نے اپنی ضروریات و اخراجات کے لئے فنڈ جمع کیا ہے ان میں سے کسی نے ختم نبوت کے لئے فنڈ جمع نہیں کیا تو ان کی رقوم کو ختم نبوت پر کیسے خرچ کریں؟ البتہ مجلس تحفظ ختم نبوت نے اسی مد کے لئے فنڈ جمع کیا ہے اس لئے مجلس ہی تمام اخراجات اپنے تحفظ فنڈ سے ادا کرے میں نے اور مولانا محمد شریف جالندھری نے درخواست کی کہ حضرت! ہمارے پاس تو مبلغین و ملازمین لٹریچر و مجلس کے اتنے اخراجات ہیں کہ اگر یہ فنڈ اس پر لگادیا گیا تو ہمارا پورا کام ٹھپ ہوجائے گا اس وقت شیخ بنوری پر عجیب کیفیت طاری تھی مخاطب ہوکر ہمیں فرمایا کہ: "مولانا صاحبان! جو مجلس کے پاس ہے وہ بلادریغ خرچ کریں آئندہ کے اخراجات کے لئے فکر نہ کریں یوسف بنوری کا ہاتھ خدا تعالیٰ کے خزانوں میں ہے جتنی ضرورت ہوگی خدا تعالیٰ کے خزانہ سے نکال لوں گا۔" اس پر ہم آمادہ ہوگئے چنانچہ تحریک کے تمام اخراجات مجلس نے برداشت کئے۔

(جاری ہے)

شرکائے ختم نبوت کانفرنس چناب نگر

کے لئے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی جانب سے

ہدیہ و خوشخبری

اکیسویں سالانہ ختم نبوت کانفرنس چناب نگر جو ۳۱/اکتوبر' یکم نومبر ۲۰۰۲ء کو منعقد ہورہی ہے' گزشتہ سال کی طرح اس سال بھی شرکائے کانفرنس کے لئے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی جملہ مطبوعات نصف قیمت پر پیش کی جائیں گی۔ ہفت روزہ ختم نبوت کراچی کے قارئین اس کانفرنس میں شرکت سے ممنون فرمائیں اور اس رعایت سے بھرپور فائدہ اٹھائیں۔

یاد رہے کہ گزشتہ سال ''احتساب قادیانیت'' کی چار جلدیں شائع ہوئی تھیں۔ اس سال اس کی مزید تین جلدیں شائع ہوگئی ہیں۔ جلد پنجم' ششم' ہفتم خرید کر اپنی لائبریریوں میں اس کے سیٹ مکمل کریں۔

اللہ رب العزت کانفرنس کو مثالی طور پر کامیاب بنائیں اور ہم سب کو آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت و ناموس کا محافظ' کاروان ختم نبوت میں شرکت اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت کو دوبالا کرنے کی توفیق عطا فرمائیں۔

آپ کا مخلص

طالب دعا

(مولانا) عزیز الرحمٰن جالندھری

مرکزی دفتر' حضوری باغ روڈ' ملتان

مغربی تعلیم اور اس کے تباہ کن اثرات

مولانا سید ابوالحسن علی ندویؒ

حضرات! آپ کی اجازت سے میں اس موضوع پر کسی قدر تفصیل اور وضاحت وصراحت کے ساتھ گفتگو کرنا چاہتا ہوں۔ موضوع کی نزاکت اور اہمیت اس بات کی متقاضی ہے کہ کہانی بہت دور سے شروع کی جائے' اس لئے کہ یہ مسئلہ آج کا یا چند مہینوں اور سالوں کا نہیں ہے' یہ ایک بہت قدیم مسئلہ اور پرانی مشکل ہے جس کی جڑیں ملت کی زندگی اور تاریخ میں اندر تک پیوست اور دور تک پھیلی ہوئی ہیں۔

اس مسئلے میں پہلی نفسیاتی حقیقت جس سے صرف نظر کرنا ناممکن ہے' وہ اسلامی معاشرے میں ایسے اشخاص کا وجود ہے' جن کو اس عقیدے پر (جس پر اس معاشرے کی اساس ہے) قلبی طور پر انشراح نہیں ہوتا اور وہ ان حقائق ومبادی اور مقاصد واقدار پر یقین نہیں رکھتے جن کے لئے یہ معاشرہ زندہ اور کوشاں ہے۔

یہ دراصل ہر اس انسانی معاشرہ کا مزاج اور خاصا ہے جو کسی مخصوص عقیدہ اور متعین حدود وقیود کا پابند ہے اور جب اس معاشرہ اور جماعت کا کوئی فرد ان حدود کی خلاف ورزی کرتا ہے تو وہ اس کے دائرے سے خارج یا اس کا باغی قرار دیا جاتا ہے اور ان حقوق وامتیازات سے ہاتھ دھو بیٹھتا ہے جو اس کو اب تک حاصل تھے' برخلاف قومیتوں کے جن کا دروازہ ہر عقیدہ ومسلک اور ہر قسم کے صحیح اور غلط طرز زندگی اور کردار کے لئے کھلا رہتا ہے اور ان کی صرف ایک شرط ہوتی ہے اور وہ یہ کہ یہ فرد اپنی قومیت تبدیل نہ کرے' حکومت یا ملک کے خلاف کوئی سازش نہ کرے اور کسی قومی غداری کے جرم کا مرتکب نہ ہو۔

یہ مشکل اس وقت اور بڑھ جاتی ہے اور جن لوگوں پر اس معاشرے کے اچھے برے کی ذمہ داری ہے' ان کے لئے سب سے سنگین مسئلہ اس وقت پیدا ہوتا ہے جب یہ عنصر (جس نے اس عقیدہ کو کبھی اخلاص کے ساتھ قبول نہیں کیا تھا یا کسی وجہ سے اس کو ہضم نہیں کرسکا تھا یا کسی خاص سبب سے ہضم کرنے کے بعد اسے پھر خارج کردیا تھا) اس مومن ومسلم معاشرہ کے دائرہ اور فریم کے اندر اس کے ایک جزو کی حیثیت سے زندہ رہنا اور پھلنا پھولنا چاہتا ہے اور اپنے مستقبل کو کسی مصلحت یا مجبوری سے اس کے مستقبل کے ساتھ وابستہ کرتا ہے لیکن بایں ہمہ اپنے کو اس کے مطابق ڈھالنا اس کے رنگ میں رنگنا اس کو کسی حالت میں گوارا نہیں ہوتا۔ وہ اس معاشرے کے مسلمہ وبنیادی حقائق وتصورات اور صفات وخصوصیات پر یقین نہیں رکھتا اور نہ اس کے اندر اس کے لئے کوئی گرم جوشی اور اخلاص پایا جاتا ہے۔ غور سے دیکھا جائے تو یہ بات فتنۂ ارتداد سے زیادہ خطرناک' فتنہ انگیز اور دوررس ہے' جس کی سنگینی سے ہمارا مسلم معاشرہ واقف ہے۔

یہ مسئلہ اس وقت کچھ اور پیچیدہ بن جاتا ہے جب یہ عنصر اپنی ذہانت وہنرمندی سے عوامی اعتماد حاصل کرنے اور دوسروں پر چھا جانے کی وجہ سے زمام قیادت اپنے ہاتھ میں لے لیتا ہے اور پھر اس کے بعد پورے معاشرہ کو اس راستے پر لے جاتا ہے جو اس کے نزدیک الحاد وبے دینی اور اس کے طے شدہ اصولوں اور اخلاقی قدروں سے بغاوت کے راستے ہیں۔ بعض اوقات اس کو ان مقاصد کی طرف بھیڑ بکریوں کی طرح ہنکایا جاتا ہے جو اس کے دین وعقیدہ کے سراسر منافی یا اس کے متوازی ہوتے ہیں' وہ ایک ایسی عمیق نفسیاتی کشمکش سے دوچار ہوتا ہے جس سے زیادہ سخت کشمکش تاریخ انسانی' تاریخ اخلاق ونفسیات اور تاریخ مذاہب میں شاید ہی کبھی پیش آئی ہو۔ وہ موت وزیست کی درمیانی اور بحرانی کیفیت میں مبتلا ہوتا ہے جس سے اس کو کسی وقت چھٹکارا نہیں ملتا۔

اس قیادت کے اثر سے' جو اپنے معاشرہ اور قوم کے دین وعقیدہ پر ایمان نہیں رکھتی بلکہ اکثر اوقات اس سے برسر پیکار اور آمادہ فساد رہتی ہے' فکری وذہنی ارتداد کو کھلی چھوٹ مل جاتی ہے اور ان لوگوں کی ایک بڑی تعداد' جن کے پاس اخلاق ونفسیاتی حفاظت کا کوئی سامان یا ایمانی وروحانی قوت کا کوئی ذخیرہ یا کوئی علمی وفکری حصار نہیں ہوتا' اس سمندر میں غرقاب ہوجاتی ہے۔ دولت کے پرستار' چڑھتے سورج کے پجاری' موقع پرست' ابن الوقت

ختم نبوۃ

اس کا خصوصیت سے اور زیادہ آسانی سے شکار ہوتے ہیں یا پھر دوسری شکل میں نفاق پورے معاشرے میں عام ہو جاتا ہے۔ معاشرے کی داخلی قوت ختم ہو جاتی ہے اور اس کا پورا ڈھانچہ اندر ہی اندر سڑنے لگتا ہے' مکروفریب عام ہوتا ہے' سازشوں کی کثرت ہوتی ہے' غداری اور قومی خیانت کے واقعات بکثرت پیش آتے ہیں' ضمیر اور بڑی سے بڑی قابل احترام اور مقدس میراث کا سودا ارزاں اور آسان ہوتا ہے' ملک کے بڑے بڑے رقبے چند سکوں کے عوض فروخت کر دیئے جاتے ہیں' جاسوسوں اور دشمنوں کے کارندوں اور ایجنٹوں کی بن آتی ہے اور ان کو اس خدمت کے لئے کوئی بھی طریقہ اور حربہ استعمال کرنے سے دریغ نہیں ہوتا۔ یہ وہ صورت ہے جس کی نظیر کسی اور انسانی معاشرے میں (جس کو یہ سخت آزمائش پیش نہیں آئی ہے یا جس کے عوام اور قیادت کے درمیان اتنی وسیع' گہری اور بنیادی و نظریاتی خلیج نہیں ہے) نہیں ملتی۔

اس کے نتیجے میں یہ معاشرہ کسی بیرونی دشمن یا اندرونی خطرہ کا مقابلہ کرنے کے قابل نہیں رہتا اور اس کی اصل وجہ یہی ذہنی انتشار اور نفسیاتی کشمکش اور قیادت اور اس کے دیئے ہوئے اعلانات اور نعروں سے عوام کی بے تعلقی اور عدم دلچسپی ہے۔ یہ سب حالات و واقعات کا منطقی نتیجہ اور نفسیات انسانی کا طبعی خاصہ ہے اور ان تمام ملکوں کی قدیم و جدید تاریخ اس پر گواہ ہے جو اپنے قائدین و زعماء یا اپنے حکام و امراء کی محبت سے کبھی آشنا نہیں رہے اور جہاں جمہور قیادت میں جذباتی ہم آہنگی اور فکری یکسانیت کبھی پیدا نہیں ہو سکی۔

البتہ اس اسلامی سوسائٹی نے' جو خود دعوت اسلامی کی اساس پر قائم تھی اور جس نے نبوت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی آغوش تربیت میں پرورش پائی تھی' اس طبعی اور تاریخی حقیقت اور امر واقعی کا کامیابی سے مقابلہ کیا جس کا واسطہ قدرتی طور پر ہر اس جماعت کو پڑتا ہے جس کی تعمیر ایمان و عقیدہ' دیانت و تقویٰ اور دعوت و جہاد کی بنیادوں پر ہوئی ہو۔ نفاق کی بیماری تو صرف اس ماحول کو لگتی ہے جہاں دو حریف نظریات اور مقابل قیادتیں پائی جاتی ہوں' خواہ ان دونوں میں ضعف و قوت اور قلت و کثرت کے لحاظ سے کوئی تناسب نہ ہو۔ اس موقع پر وہ متردد عنصر سامنے آتا ہے جو ان دونوں مخالف کیمپوں کے درمیان گھومتا رہتا ہے اور متردد رہتا ہے کہ ان میں سے کس کا انتخاب کیا جائے اور کس کا دامن تھاما جائے؟ پھر کسی نہ کسی دعوت کی طرف مائل ہو کر اس میں شامل ہو جاتا ہے اور اس کو اپنی محبت و تعلق کا مرکز بنا لیتا ہے۔ تاہم اس کی مادی مصلحتیں اور حریف کی قوت اور عروج و اقبال اس کو اپنے موقف کے اعلان' اپنی رائے کے اظہار اور نئی دعوت کو بالکلیہ قبول کرنے سے باز رکھتا ہے اور مقابل دعوت سے اپنی راہ و رسم قطعی اور آخری طور پر ختم نہیں کرتا۔ قرآن مجید میں اسی کیفیت کو اس آیت میں بیان کیا گیا ہے:

"بیچ میں پڑے لٹک رہے ہیں' نہ ان کی طرف (ہوتے ہیں) نہ ان کی طرف۔" (النساء:۱۴۳)

دوسری جگہ ارشاد ہوتا ہے:

"لوگوں میں بعض ایسے بھی ہیں جو کنارے پر (کھڑے ہو کر) خدا کی

ABDULLAH SATTAR DINA
& SONS JEWELLERS
ASJ
عبداللہ ستار ڈینا اینڈ سنز جیولرز
GOLD, SILVER, BUYERS, SELLERS & ORDER SUPPLIERS
SHOP: 85, KUNDAN STREET, SARAFA BAZAR,
MITHADER, KARACHI. PHONE: 7514972

خوشخبری

حمد و ثنا اس ذات کے لئے جس نے اپنے لطف و کرم سے ہمیں یہ توفیق بخشی کہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے ترجمان ہفت روزہ "ختم نبوت" اور ماہنامہ "لولاک" کو اہل ایمان کے لئے انٹرنیٹ پر پیش کر سکے۔ انشاءاللہ! ہر ہفتہ کا تازہ شمارہ اور ہر ماہ کا تازہ شمارہ آپ اسی پتہ پر ملاحظہ فرما سکیں گے۔

اس کے علاوہ اپنی آراء اور سوالات نیچے دیئے گئے ای میل ایڈریس پر بھیج سکتے ہیں

http://www.weekly khatm-e-nubuwwat.clickhere2.net
http:www.lolaak.clickhere2.net
E-mail:qasimalikhan313@hotmail.com

مفتی محمد شہاب الدین پوپلزئی امیر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت پشاور پاکستان

ختم نبوۃ

عبادت کرتے ہیں' اگر ان کو کوئی (دنیاوی) فائدہ پہنچے تو اس کے سبب مطمئن ہو جائیں اور اگر کوئی آفت پڑے تو منہ کے بل لوٹ جائیں (یعنی پھر کافر ہو جائیں)۔"

اسی لئے جیسا کہ اکثر مفسرین کا خیال ہے کہ مکہ میں نفاق کا وجود نہ تھا اور اس کی وجہ یہ تھی کہ اسلام وہاں مغلوب تھا' اس کے اندر نفع و نقصان پہنچانے اور تغیر و تبدل کی کوئی طاقت نہ تھی اور وہاں دو متوازی قوتیں نہ تھیں' مشرکین بڑے طاقتور اور غالب تھے اور مسلمان مظلوم' نہتے اور مغلوب تھے۔ جب اسلام مکہ سے مدینہ منتقل ہوا اور اسلامی سوسائٹی اپنے تمام لوازمات اور طبعی خاصیتوں کے ساتھ وجود میں آئی تو نفاق نے سر اٹھایا' یہ ایک ایسی قدرتی اور نفسیاتی صورت حال تھی جس سے کوئی مفر نہ تھا۔ لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تشریف فرما ہونے اور سلسلہ وحی کی وجہ سے یہ نوزائیدہ سوسائٹی ان منافقین کے ضرر سے محفوظ رہی۔ قرآن مجید نے متعدد جگہوں پر ان کو اچھی طرح بے نقاب کیا ہے۔ عام مسلمان بھی ان سے واقف' بیزار اور متنفر تھے' سوسائٹی نے بھی ان کو اپنے دائرے سے خارج کر دیا تھا اور ان کے لئے اس کے اندر چوری چھپے گھسنے اور خلل اندازی کرنے کا زیادہ موقع باقی نہیں رہا تھا' سوسائٹی کے اعتماد کو حاصل کرنے اور منصب و اقتدار تک پہنچنا کی بات تو بہت دور کی بات تھی' چنانچہ یہ اولین اسلامی سوسائٹی برابر صحت مند اور ان آلائشوں سے محفوظ رہی' نفاق اس کو کمزور نہ بنا سکا اور منافقین کو بھی اس کو نقصان پہنچانے کا موقع نہ مل سکا بلکہ ان کی کمزوری' شکست خوردگی اور بدحالی کو دیکھ کر بہت سے صحابہ رضی اللہ عنہم کو جن میں بڑے جلیل القدر صحابی بھی شامل تھے یہ خیال پیدا ہوا کہ شاید ان کی نسل ختم ہو چکی ہے اور عہد نبوی کے بعد اب نفاق کا کوئی وجود نہیں رہا لیکن نفاق پہلے بھی انسانی زندگی کا ایک خاصہ اور بہت سے لوگوں کی کمزوری تھا اور آج بھی ہے' اس نے کسی وقت ترقی انسانی کا ساتھ نہیں چھوڑا ہے اور ہر موقع اور گنجائش سے پورا فائدہ اٹھایا ہے اور اپنی جگہ بنائی ہے۔ بہت سے اسباب و عوامل نے (جن کی تفصیل کا یہاں موقع نہیں) اس کی ہمت افزائی کی اور اس کو تخت سلطنت' سیاسی قوت اور انتظام حکومت کی منزل تک پہنچایا' نیز علم و ادب کی محفلوں میں اس کو باریابی کا موقع دیا اور یہ سب اس عہد میں ہوا جب اسلام پیش قدمی کر رہا تھا' فاتح و بااقتدار تھا اور اسلام قبول کرنے اور اسلامیت کا مظاہرہ کرنے میں بہت سے سیاسی اجتماعی اور اقتصادی فوائد بھی تھے' یہ وہ موقع تھا جب نفاق نے آگے بڑھ کر وسیع اسلامی سلطنت کے کلیدی اور اہم عہدوں پر قبضہ کر لیا اور اس میں ایسے لوگ پیدا ہوئے جنہوں نے کسی خاص فن یا صنعت میں اپنی مہارت کی وجہ سے یا غیر معمولی ذہانت یا علمی برتری کی وجہ سے نوزائیدہ اسلامی حکومت پر پورا تسلط حاصل کر لیا اور ان میں بڑے اعلیٰ درجے کی انتظامی صلاحیتوں کے لوگ' افواج کے سپہ سالار اور ارباب و اہل قلم اور حکومت کے اہل کار پیدا ہو گئے۔

ان حالات میں ایک مرتبہ سیدنا حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ سے نفاق اور منافقین کی موجودگی کے بارے میں سوال کیا گیا ور آنحالیکہ اقتدار اسلام اور مسلمانوں کے ہاتھ میں ہے۔ انہوں نے اثبات میں جواب دیا اور صرف ان کے وجود کی تصدیق ہی نہیں کی بلکہ اس کا اظہار کیا کہ وہ طاقت کی پوزیشن میں ہیں۔ ان سے ایک شخص نے پوچھا کہ حضرت! کیا آج بھی نفاق کا کہیں وجود ہے؟ انہوں نے جواب دیا کہ اگر منافقین بصرہ کی گلیوں کو چھوڑ دیں تو تم کو ویرانی کی وجہ سے وحشت ہونے لگے۔ ایک مرتبہ فرمایا کہ اگر وہ نکل جائیں تو تم اپنے دشمنوں سے عہدہ برآ نہ ہو سکو۔ ایک موقع پر کہا کہ خدا کی شان! اس امت کو منافقین نے کتنا نقصان پہنچایا اور کس طرح اس پر قبضہ کر لیا۔

اس کے بعد غیر ملکی اقتدار اور مغرب کی فکری و تہذیبی یلغار کا دور شروع ہوتا ہے اور مشرق اپنے ارادے سے یا بلا ارادہ مغربی طرز تربیت' نظام تعلیم' دبستان فکر' مغربی تصور اور علوم و فنون کے مغربی زاویہ نگاہ کے سائے میں یا زیادہ بہتر الفاظ میں اس کی گود میں اس طرح آ جاتا ہے جیسے کوئی شیر خوار بچہ کسی دیرینہ سال مربی و اتالیق کی آغوش میں چلا جاتا ہے۔ وہ اس کے پورے نظام تعلیم یا مختصر الفاظ میں اس کے نظریہ تعلیم کو اس کی ساری خرابیوں اور خامیوں کے باوجود جوں کا توں قبول کر لیتا ہے' جو ایک ایسی سرزمین میں پیدا ہوا اور نافذ کیا گیا جس کے عقائد' بنیادی اصول' اخلاق قدریں' اسلامی معاشرہ کی قدروں اور بنیادی و مسلمہ اصولوں سے ہر جگہ اور ہر سطح پر مختلف ہیں' جن پر وہ پورا ایمان رکھتا ہے یا ان پر ایمان لانا' ان کے لئے جدوجہد کرنا' ان کے لئے کچھ نہ کچھ قربانی دینا اپنے لئے ضروری سمجھتا ہے بلکہ مغرب کی اخلاقی قدروں کی تردید اور ان کی بیخ کنی اور تحقیر ہی پر اس کی بنیاد ہے' ایسی حالت میں اس کی مثال بعینہ اس شخص کی سی ہوتی ہے جو آب حیات کے شوق میں زہر کا پیالہ پینا چاہے یا کھاری اور نمکین پانی سے اپنی پیاس بجھانے کی کوشش کرے۔

انہوں نے اپنے تعلیمی منصوبوں اور علمی اداروں کی تشکیل میں بیرونی ملکوں کے تعلیمی مشیروں کو پورا اختیار دے رکھا ہے اور ان ملکوں سے صرف درسی کتابیں ہی درآمد نہیں کر رہے ہیں بلکہ وہ ان ملکوں میں اپنے تعلیمی وفود بھیجتے ہیں تاکہ وہ مغربی ماہرین تعلیم اور اساتذہ کی تربیت میں نشوونما حاصل کریں۔ پھر ان کو ممالک اسلامیہ کے تعلیمی منصوبوں اور پالیسیوں کی تشکیل و تربیت کی پوری آزادی بھی

www.amtkn.com www.facebook.com/amtkn313 www.emaktaba.info

دے دیتے ہیں کہ جس طرح چاہیں ان کا نقشہ بنائیں اوران کا جو رخ چاہیں متعین کریں۔اس کے نتیجے میں ایک ایسا طبقہ پیدا ہوگیا جو اپنے عقائد وافکار اور اپنے اخلاق وسیرت میں ذہنی انتشار کا شکار ہے‘ فکر مغربی اور فکر اسلامی کے درمیان تذبذب کی حالت بھی بسا غنیمت تھی لیکن اس نے اکثر اوقات اپنے ملک وملت اور اپنے معاشرے کے سارے معتقدات ومسلمات اوراصول واقدار سے کنارہ کشی اختیار کرلی۔

یہ ایک بالکل قدرتی بات تھی جس پر کوئی تعجب نہ کرنا چاہئے بلکہ اگر یہ بات نہ ہوتی تو مقام تعجب تھا۔ ہوسکتا ہے کہ یہ ماہرین اور مشیران تعلیم اوران کے شاگرد اپنے کام میں مخلص ہوں اوراس تعلیمی پالیسی اور منصوبہ بندی میں ان کے پیش نظر اسلامی ملکوں اور نئی نسلوں کی فلاح وترقی ہو لیکن یہ فرض کرلینے سے بھی ان ملکوں میں پیدا ہونے والے فکری اضطراب اور بنیادی تضاد اور ناہمواری میں کوئی کمی واقع نہیں ہوتا اور تصویر اسی طرح تاریک رہتی ہے‘ ان میں سے اکثر لوگوں کی اس خاصیت کو اس پر بھی محمول کیا جاسکتا ہے کہ وہ دین سے اوراس کی بنیادوں اور اصولوں سے‘ مسلم اقوام کے مزاج وکردار اور ان کی شخصیت و دعوت کے مطابق اور منافی دونوں چیزوں سے واقف نہیں ہوتے۔ ہوسکتا ہے کہ وہ خلوص اور نیک نیتی کے ساتھ ان ملکوں اور قوموں کو فائدہ پہنچانا چاہتے ہوں لیکن ان کو بچانے کی یہی کوشش ان کی ہلاکت کا ذریعہ بن جاتی ہے۔

عہد حاضر کے ماہرین تعلیم نے بالاتفاق اس کا اظہار کیا ہے کہ تعلیم کوئی ایسا تجارتی سامان نہیں ہے جو درآمد کیا جاسکے مثلاً مصنوعات‘ خام مال‘ وہ ایجادات وضروریات جو کسی ملک اورعلاقہ کے ساتھ مخصوص نہیں‘ وہ ایسا لباس ہے جو ان اقوام کے قد و قامت اور جسامت کے ٹھیک ناپ کے مطابق تراشا اور سیا جاتا ہے اور پسندیدہ ومحبوب علم وفن اور ان مقاصد کو سامنے رکھ کر تیار کیا جاتا ہے جن کے لئے وہ ہر طرح کی قربانی دے سکتی ہیں اور وہ ہے کہ تعلیم صرف اس عقیدہ کو مضبوط کرنے کا ایک مہذب اور شائستہ طریقہ ہے جس کا حامل یہ ملک یا قوم ہے۔ اس کا مقصد فکری طور پر اس کو غذا دینا‘ اس پر اعتماد پیدا کرنا اور اگر ضرورت ہو تو علمی دلائل سے اس کو مسلح کرنا ہے‘ وہ اس عقیدہ کے دوام وبقا کا وسیلہ اور بے کم وکاست آنے والی نسلوں تک منتقل کرنے کا ایک طریقہ ہے۔ نظام تعلیم کی بہترین تعریف یہ ہے کہ وہ والدین اور مربیوں اور نگرانوں کی اس سعی پیہم کا نام ہے جو وہ اپنی اولاد کو اپنے دین ومسلک پر قائم رکھنے کے لئے کرتے رہتے ہیں اوران کی اس طرح تربیت کرنا چاہتے ہیں کہ وہ ان کے ورثے کے (جو انہوں نے اپنے آباؤاجداد سے حاصل کیا تھا) اہل وارث اور امین ثابت ہوں اور ان کے اندر اس ثروت میں اضافہ اور توسیع اوراس کو ترقی دینے کی پوری صلاحیت ہو۔

برطانیہ کے ماہرین تعلیم کی ایک رپورٹ میں یہی بات کہی گئی ہے جس کا خلاصہ حسب ذیل ہے:

’’ریاست کا مفاد اس میں ہے کہ وہ دیکھے کہ اسکولوں کے ذریعے قومی زندگی کے مکمل اجزاء نسلاً بعد نسل منتقل ہوتے ہیں۔اس کا کام ہے کہ یہ دیکھے کہ طلبہ قومی مفاد کے مقررہ معیار کی کارکردگی کو قائم رکھتے ہیں اور اسے ترقی دیتے ہیں؟ ریاست کی ظاہری تعلیمی سرگرمی کے پس پشت غیر مرتب لیکن معاشرہ کی سب سے اہم ضرورت یہ ہے کہ بچے قومی خصوصیات کے جانشین بنتے ہیں۔‘‘

گارفورڈ نے اپنی ایک کتاب میں اس حقیقت پر روشنی ڈالتے ہوئے لکھا ہے کہ:

’’اولین طور پر تعلیم کے مقصد کو سماج کی روایات اور اس کے موجودہ اقدار پر رکھنا چاہئے کیونکہ یہی وہ بنیادیں ہیں جن پر اس کی خصوصیات اور بقا منحصر ہے‘ اور یہ بے حد ضروری ہے کہ ان دونوں کے درمیان دفعتاً کوئی بے ربطی نہ پیدا ہو۔ اس کے بجائے ہمیں یہ دیکھنا چاہئے کہ ترقی کی ہر کوشش سماج کے مسلم اقدار کی بنیاد پر ہو۔‘‘

ایک اور ماہر تعلیم ورنن میلنس کی شہادت

عبدالخالق گل محمد اینڈ سنز
گولڈ اینڈ سلور مرچنٹس اینڈ آرڈر سپلائرز
شاپ نمبر N-91 صرافہ بازار میٹھادر کراچی

ختم نبوة

میں اس سے زیادہ یقین اور صراحت سے کام لیا گیا ہے' وہ لکھتا ہے:

''ایک قسم کا ذہنی منشور جو پورے معاشرے کے مشترکہ مقصد اور مشترکہ کوششوں کا آئینہ دار ہوتا ہے۔ ایک طرح یہ بڑے پیمانہ پر قومی جذبہ کی عکاسی کرتا ہے اور ان خصوصیات کا مجموعہ ہوتا ہے جو معاشرے کے نصب العین کے لئے ضروری ہوتا ہے۔''

مغرب اپنے سیاسی نظاموں اور مکاتب خیال کے اختلاف نیز اپنے مشرقی و مغربی کیمپوں اور اپنی ساری قومی بیماریوں نقائص اور خامیوں کے باوجود اس تعلیمی پالیسی پر پوری طرح کاربند ہے اور تعلیم و تربیت کے تمام شعبوں میں اس نے اس پر تمام و کمال نافذ کر رکھا ہے اور اس کے تمام تعلیمی پروگرام اور تعلیمی پالیسیاں اسی مقرر کردہ اصول کی تابع ہیں۔

سوویت یونین بھی' جو انقلابی ذہن اور اپنی انتہاپسندی میں مشہور ہے' اس اصول کو نافذ اور جاری کرنے میں سرمایہ دارانہ جمہوری حکومتوں سے پیچھے نہیں رہا بلکہ شاید اپنے اشتراکی نظریہ کی حفاظت اور انقلابی روح کی بنا پر اس اصول کو عملی جامہ پہنانے میں وہ ان ممالک سے بھی آگے ہے۔ ایک سرکاری حکم نامہ مجریہ ۱۲/ نومبر ۱۹۵۸ء میں یہ کہا گیا ہے کہ:

''ان خصوصیات کے حصول میں سماجی علوم کی تعلیم ایک اہم کردار ادا کرتی ہے مارکسزم' لینن ازم کے مبادیات کا علم ہر فن کے ماہرین کے لئے اشد ضروری ہے۔ ہمارے نوجوانوں کی تربیت اس طرح ہونی چاہئے کہ ان میں نصب العین اور احیأ پرستی کے خلاف تعصب کی روح سرایت کر جائے۔''

یہی وہ چیز ہے کہ جس کی وجہ سے مغرب اس نقصان سے محفوظ رہا جس کا شکار مشرق کے اسلامی وغیر اسلامی ممالک ہیں' چنانچہ آج مغرب میں عوام اور قیادت یا جمہور اور حکومت میں کسی گہری اور وسیع نظریاتی' ذہنی وفکری خلیج کا سراغ نہیں ملتا' وہاں صرف ایک طرز' ایک آئیڈیل اور ایک قسم کے اصول ونظریات اور مقاصد ونصب العین پائے جاتے ہیں۔ وہاں مختلف طبقات اور سوسائٹی کے افراد کے درمیان کسی قسم کی ذہنی اور نفسیاتی رسہ کشی نہیں اور اسی وجہ سے یہ ممالک اندرونی سازشوں اور بغاوتوں سے محفوظ ہیں۔

مغرب کے بعد ان مشرقی ممالک کا نمبر آتا ہے جو مدت دراز سے اپنا کوئی عقیدہ نہیں رکھتے اور ان کو ان حقائق پر یقین نہیں جن کی ایمان بالغیب اور انبیأ کی تعلیمات وہدایت پر بنیاد ہے۔ ان کے پاس متعین آسمانی تعلیمات یا محفوظ آسمانی صحیفے بھی نہیں ہیں۔ وہ صرف ان قومی روایات اور جماعتی و شخصی مفادات کی حامل ہیں جن کو یہ تعلیمی نظام اور پروگرام چیلنج نہیں کرتے اور کسی جگہ ان دونوں کے مفادات کا ٹکراؤ نہیں ہوتا' چنانچہ یہ ممالک بھی اسی طرح اس تضاد سے محفوظ ہیں جو مغربی نظام تعلیم پیدا کرتا ہے بلکہ یوں کہنا چاہئے کہ انہوں نے اس نظام تعلیم سے صلح صفائی کرلی ہے اور دونوں میں پوری مفاہمت پائی جاتی ہے یا انہوں نے اپنے آپ کو ان تعلیمی وتربیتی نظریات کے مطابق ڈھال لیا ہے اور اسی لئے انقلابات اور سازشوں کا تناسب یہاں بہت کم اور تضاد بھی بہت کم یا اتنا کمزور ہے کہ قومی زندگی پر اس کا کوئی اثر ظاہر نہیں ہوتا۔ ملک سے غداری اور قومی خیانت کے واقعات شاذ ونادر ہی رونما ہوتے ہیں اور یہاں بھی عوام اور رہنما طبقہ میں وہ وسیع خلیج حائل نہیں ہے جو ہمیں اسلامی ملکوں میں نظر آتی ہے۔ ان ممالک کے امراض اور ان کے عیوب دوسری نوع کے ہیں اور اس کے اسباب وعوامل بھی بالکل دوسرے ہیں جن کا تعلق ان کی تاریخ' ان کے قومی مزاج' مخصوص عقائد' دینی حاسہ کی کمزوری' شعور کی کمی اور نظام تعلیم وتربیت کے فساد سے ہے۔

جہاں تک اسلامی ممالک کا تعلق ہے' وہاں یہ کشمکش اور عجیب تضاد بڑے وسیع پیمانہ پر اور مختلف سطح پر پایا جاتا ہے۔ وہاں ایک طرف حکومت اور جمہور میں کشمکش ہے تو دوسری طرف اعلیٰ تعلیم یافتہ اور کم پڑھے لکھے یا ناخواندہ لوگوں میں رسہ کشی ہے اور تیسری طرف دیندار' آزاد خیال اور ترقی پسند افراد دست گریباں ہیں اور یہ سب نتیجہ ہے اس نظام تعلیم کا جو مغربی ملکوں سے درآمد کیا جارہا ہے یا مغربی ذہن اور نظام تعلیم کے خطوط پر خود ان ملکوں میں تیار کیا جارہا ہے اور اس کے نتیجے میں ایک ایسی نسل پیدا ہورہی ہے جو ان عقائد اور حقائق کو پوری طرح ہضم اور قبول نہیں کرپاتی جن پر اس کے معاشرہ اور اس امت کی بنیاد ہے' اس لئے کہ یہ نظام تعلیم جس طرح کے خیالات کی آبیاری اس کے دل ودماغ میں کرتا ہے وہ ان حقائق اور عقائد سے کھلے طور پر متصادم ہیں جو اس معاشرہ کے لئے ناگزیر ہیں' کبھی خارق عادت طریقہ پر یا کسی بیرونی اثر سے وہ اس کو قبول کرتی ہے تو لازماً اس کے نتیجے میں یہ نظام تعلیم ضرور کمزور پڑتا

ختم نبوۃ

ہے لیکن ایسا شاذ و نادر ہی ہوتا ہے۔

جب یہ طبقہ اس نظام کی آغوش میں تربیت پاکر نکلتا ہے تو قوم کے عقیدے' خیالات اور جذبات سے اس کی کشمکش شروع ہوجاتی ہے۔ اگر وہ قوی الارادہ ہوتا ہے تو وہ رجعت پسندی کے ملبے کو (جیسا کہ اس طبقہ کے افراد یہ اصلاح استعمال کرتے ہیں) راستے سے ہٹا کر اپنی قوم و ملک کو ماضی کے بارگراں سے رہائی بخشنا چاہتا ہے۔ اس موقع پر ایک ایسی طویل کشمکش برپا ہوتی ہے جس پر ملت کی ساری توانائیاں اور صلاحیتیں بے دریغ خرچ ہوتی ہیں اور اندرونی خانہ جنگیوں کا ایک ایسا سلسلہ شروع ہوتا ہے جو بیرونی جنگوں سے بھی بڑھ جاتا ہے۔ یہ ان ممالک کے قصے ہیں جہاں ایسی قیادتیں برسر اقتدار تھیں جو انقلابی' قوم پرستانہ اور لادینی فلسفوں پر یقین رکھتی تھیں۔

اگر اس طبقہ کی قوت ارادی کمزور ہوتی ہے اور وہ طاقتور شخصیت سے محروم ہوتا ہے تو وہ احساس کمتری کا شکار ہوجاتا ہے اور اس کے اندر عقائد اور مقاصد کی طرف سے دلی نفرت پیدا ہوجاتی ہے۔ وہ آئے دن اس کے خلاف سازشوں میں مصروف رہتا ہے' غیر ملکوں اور بیرونی طاقتوں سے ساز باز کرلیتا ہے اور عوام کے قومی جذبہ اور دباؤ اور علماء و دعوت دین کے علمبرداروں کے اثر و رسوخ سے پہلی فرصت میں چھٹکارا حاصل کرلینا چاہتا ہے' چنانچہ اس کے نتیجے میں غداری کے واقعات بار بار رونما ہوتے ہیں اور یہ ممالک مستقل طور پر بے یقینی' خوف و وحشت' ذہنی انتشار اور شبہ و بے اعتقادی کی فضا میں رہتے ہیں۔

اس غیر فطری اور غیر ضروری صورت حال سے چھٹکارا پانے کی اس کے سوا اور کوئی صورت نہیں ہے کہ اس پورے تعلیمی نظام کو یکسر تبدیل کر دیا جائے اور اس کو ختم کر کے نئے سرے سے ایک نیا نظام تعلیم تیار کیا جائے جو اس ملت اور امت کے قد و قامت پر راست آتا ہو اور اس کی دینی و دنیاوی ضروریات پوری کر سکتا ہو۔

یہ عالم اسلام کا سب سے بڑا مسئلہ' اس کی سب سے اہم اور ناگزیر ضرورت' وقت کی آواز اور اسلامیان عالم کا سب سے بڑا فرض ہے۔

اس مسئلے کا حل' خواہ وہ کتنا ہی دشوار نظر آ رہا ہو؟ اور صبر آزما اور وقت طلب ہو' اس کے سوا کچھ نہیں کہ اس نظام تعلیم کو از سر نو ڈھالا جائے اور اس کو امت مسلمہ کے عقائد' زندگی کے نصب العین' مقاصد اور ضروریات کے مطابق بنایا جائے اور اس کے تمام اجزاء سے مادیت' خدا سے سرکشی' اخلاقی و روحانی قدروں سے بغاوت اور جسم و خواہشات کی پرستش اور فکر اور پوری انسانیت پر شفقت کی روح اس میں جاری و ساری کردی جائے۔ اس مقصد کے لئے زبان و ادب سے لے کر فلسفہ اور علم النفس تک اور علوم عمرانیہ سے لے کر اقتصادیات اور معاشیات تک صرف ایک روح پیدا کرنا ہوگی۔ مغرب کے ذہنی غلبہ اور تسلط کا خاتمہ کرنا ہوگا' اس کی قیادت و امامت کا انکار کرنا پڑے گا' اس کے علوم و نظریات و علمی تحلیل و تجزیہ اور بے لاگ تنقید کا مسلسل اور جرأت مندانہ رد عمل کرنا ہوگا اور یہ ثابت کرنا ہوگا کہ مغرب کی کامیابیوں اور پیش قدمیوں نے انسانیت اور تہذیب کو کتنا بڑا نقصان پہنچایا ہے۔

اس کے علوم کے ساتھ مواد خام کا سا معاملہ کرنا ہوگا اور اس سے وہ چیزیں تیار کرنا ہوں گی جو ان قوموں اور ملکوں کی اپنی ضروریات' رجحانات اور ان کے عقیدہ و تہذیب سے ہم آہنگ ہوں۔

اس راہ میں اگرچہ بہت سے سنگ گراں ہیں اور نتائج بھی بہت تاخیر سے ظاہر ہوسکتے ہیں لیکن یہ تجدد پسندی' آزاد خیالی اور مغرب کی ذہنی غلامی کی اس طوفانی موج کو روکنے کا واحد طریقہ ہے جس نے عالم اسلام کو ایک سرے سے دوسرے سرے تک ہلا کر رکھ دیا ہے اور اسلام کے فکری و اجتماعی ڈھانچہ اور ملت ابراہیمی کے شیرازہ کے لئے ایک چیلنج بن گئی ہے' اور جس کے نتیجے میں مسلم اقوام کے پرجوش اسلامی جذبات' ان کی سادہ دلی اور گرم جوشی' ان کی قربانیاں اور سرفروشیاں اور اخلاص و وفا کی قیمتی سوغات (جس کا ان حکومتوں کے قیام اور غیر ملکی اقتدار سے آزادی میں سب سے بڑا اور براہ راست دخل ہے) افرنگیت اور مغربیت کے تنور کی حقیر ایندھن بن رہی ہے۔ سادہ لوح' بے زبان' سچے اور مخلص مسلم عوام خاموشی اور سکون کے ساتھ بکریوں کے ریوڑ کی طرح نامعلوم منزل کی طرف ہنکائے جا رہے ہیں اور یہ طبقہ ان کی قسمت کا مالک بن گیا ہے۔

کیا آج کوئی اسلامی ملک' کوئی اسلامی حکومت اور کوئی بڑی اسلامی یونیورسٹی اس آواز پر لبیک کہہ سکتی ہے؟ اور اپنی ساری کوششیں' توجہات اور ذرائع و وسائل اس اہم تعمیری اور انقلابی نقطہ آغاز پر مرکوز کر سکتی ہے؟ جو بالآخر عالم اسلام کو اس سب سے بڑے خطرہ اور چیلنج سے بلکہ مکمل تخریب کے اس عمل سے (جو جاری ہے اور جس سے بڑی عمومی' ہمہ گیر اور دور رس قومی تباہی و بربادی ہمیں اقوام و مذاہب اور تہذیب و تمدن کی پوری تاریخ میں نہیں ملتی) بچا سکتی ہے؟

☆☆............☆☆

ختم نبوۃ

دنیا کی زیب وزینت

مولانا محمد سلمان منصور پوری

ایک حدیث کے آخر میں خلاصہ کے طور پر یہ جامع جملہ ارشاد فرمایا گیا کہ:"و من اراد الآخرۃ ترک زینۃ الدنیا" (یعنی جو شخص کہ آخرت میں کامل طور پر کامیابی کا امیدوار ہو اسے دنیا کی زیب وزینت سے دل ہٹانا ہوگا اور پوری توجہ آخرت کی طرف کرنی پڑے گی) اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں جابجا دنیا کی زندگی کی بے وقعتی کو واضح فرمایا ہے۔ ایک جگہ ارشاد ہے:

"اور دنیوی زندگانی تو کچھ بھی نہیں بجز لہو ولعب کے اور آخرت کا گھر متقیوں کے لئے بہتر ہے کیا تم سوچتے سمجھتے نہیں ہو۔" (سورۃ انعام:۳۲)

ایک دوسری آیت میں ارشاد ہے:

"اور یہ دنیوی زندگی فی نفسہ بجز لہو لعب کے اور کچھ بھی نہیں اور اصل زندگی عالم آخرت ہے اگر ان کو اس کا علم ہوتا تو ایسا نہ کرتے۔" (العنکبوت:۶۴)

اور سورۃ حدید میں مزید وضاحت کے ساتھ اعلان فرمایا:

"تم خوب جان لو کہ آخرت کے مقابلہ میں دنیوی حیات محض لہو ولعب اور ایک ظاہری زینت اور باہم ایک دوسرے پر فخر کرنا اور اموال اور اولاد میں ایک کا دوسرے سے اپنے کو زیادہ بتلانا ہے جیسے بارش برتی ہے کہ اس کی پیداوار کاشت کاروں کو اچھی معلوم ہوتی ہے پھر وہ خشک ہو جاتی ہے سو تو اس کو زرد دیکھتا ہے پھر وہ چورا چورا ہو جاتی ہے اور آخرت کا حال یہ ہے کہ اس میں (کفار کے لئے) سخت عذاب ہے اور (اہل ایمان کے لئے) خدا کی طرف سے مغفرت اور رضامندی ہے اور دنیوی زندگی محض دھوکے کا اسباب ہے۔" (الحدید:۲۰)

دنیوی زیب وزینت کی مثال:

قرآن کریم میں کئی جگہ دنیا کی ناپائیداری کو واضح مثالوں کے ذریعہ سمجھایا گیا ہے۔ ایک آیت میں ارشاد ہے:

"دنیا کی زندگانی کی وہی مثال ہے جیسے ہم نے پانی اتارا آسمان سے پھر رلا ملا نکلا اس سے زمین کا سبزہ جس کو آدمی اور جانور کھاتے ہیں یہاں تک کہ جب زمین بارونق اور مزین ہوگئی اور زمین والوں نے خیال کیا کہ یہ ہمارے ہاتھ لگے گی کہ اچانک اس پر ہمارا حکم رات یا دن کو آپہنچا پھر کر ڈالا اس کو کاٹ کر ڈھیر گویا کل یہاں نہ تھی آبادی اسی طرح ہم کھول کر بیان کرتے ہیں نشانیوں کو ان لوگوں کے سامنے جو غور کرتے ہیں۔" (سورۃ یونس:۲۴)

یعنی جس طرح زمین سیرابی کے بعد شاداب نظر آتی ہے مگر اس کی یہ شادابی عارضی ہے اگر کوئی آفت سماویہ اس پر نازل ہو جائے تو اس کی رونق منٹوں سیکنڈوں میں کافور ہو جاتی ہے یہی حال دنیا کی زیب وزینت کا ہے کہ وہ محض وقتی ہے چند ہی دنوں میں یہ رونق بے رونقی میں تبدیل ہونے والی ہے۔

نیز سورۃ کہف میں ارشاد خداوندی ہے:

"اور بتلا دیجئے ان کو دنیوی زندگی کی مثال جیسے پانی اتارا ہم نے آسمان سے پھر رلا ملا نکلا اس کی وجہ سے زمین کا سبزہ پھر کل کو ہوگیا چورا چورا ہوا میں اڑتا ہوا اور اللہ کو ہر چیز پر قدرت ہے مال اور بیٹے دنیا کی زندگی میں رونق ہیں اور باقی رہنے والی نیکیوں کا تیرے رب کے یہاں بہتر بدلہ ہے اور بہتر توقع ہے۔" (سورۃ کہف:۴۵،۴۶)

دنیا کی ہر کھیتی کا انجام یہی ہے کہ اس کے پک جانے کے بعد اسے کاٹ کر ٹکڑے ٹکڑے کر دیا جاتا ہے اور پھر اس کا بھس ہوا میں اڑتا پھرتا ہے یہی حال اس دنیا اور اس کے مال ومتاع اور خزانوں کا ہے کہ ایک دن وہ آنے والا ہے جب پورے عالم کو تہ وبالا

کر دیا جائے گا اور معمولی چیز کا تو پوچھنا ہی کیا؟ بڑے بڑے زبردست پہاڑ دھنی ہوئی روئی کی طرح اڑے اڑے پھریں گے، لہٰذا ایسی فنا ہو جانے والی چیز میں جی لگانا اور دن رات بس اسی کی دھن اور فکر میں رہنا عقل مندوں کا کام نہیں۔

اللہ تعالیٰ کی نظر میں دنیا کی حیثیت:

تمام دنیا اور اس کی نعمتیں اللہ کی نظر میں قطعاً بے وقعت اور بے حیثیت ہیں، اسی لئے اللہ تعالیٰ دنیا کی نعمتیں کفار کو پوری فراوانی سے مرحمت فرماتا ہے اور ان کا کفر و شرک ان نعمتوں کے حصول میں مانع نہیں بنتا، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

"اگر اللہ تعالیٰ کی نظر میں دنیا کی حیثیت ایک مچھر کے پر کے برابر بھی ہوتی تو اس میں سے کسی کافر کو ایک گھونٹ پانی بھی نصیب نہ فرماتا۔" (ترمذی شریف ۲/۵۸)

ایک مرتبہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ساتھ تشریف لے جا رہے تھے، راستہ میں بکری کا ایک مردار بچہ نظر پڑا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ ؓ سے پوچھا کہ کیا خیال ہے اس بچے کے گھر والوں نے اسے بے حیثیت سمجھ کر یہاں پھینک دیا ہے؟ صحابہ ؓ نے اس کی تائید فرمائی تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"اللہ تعالیٰ کے نزدیک دنیا اس بکری کے بچے کے اپنے گھر والوں کی نظر میں ذلیل ہونے سے زیادہ بے حیثیت اور بے وقعت ہے۔" (ترمذی شریف ۲/۵۸)

اور ایک حدیث میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"بے شک دنیا خود بھی قابل لعنت ہے اور اس میں جو چیزیں ہیں وہ بھی قابل لعنت ہیں، سوائے اللہ تعالیٰ کے ذکر اور اس کے متعلقہ اعمال کے اور سوائے عالم یا متعلم کے۔" (ترمذی شریف ۲/۵۸)

یعنی دنیا میں رہ کر اگر انسان اللہ سے غافل اور آخرت سے بے پرواہ ہو جائے تو یہ دنیا کی پوری زندگی اور اس کی ساری نعمتیں انسان کو لعنت کے طوق میں مبتلا کرنے والی ہیں، لہٰذا دنیا سے بس اتنا ہی تعلق رہنا چاہئے جتنی اس کی ضرورت ہے، اس لئے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ دنیا اور آخرت کی زندگی کا مقابلہ اس طرح کرو کہ ایک طرف تو محض ایک انگلی میں لگا ہوا پانی کا قطرہ ہو اور دوسری طرف پورا کا پورا سمندر ہو جس کی انتہاء کا کوئی اندازہ نہیں، تو یہی قطرہ پوری دنیا کی زندگی ہے، جو نہایت محدود ہے اور یہ سمندر کی مثال پوری آخرت ہے جو لامحدود اور لازوال ہے۔ (ترمذی شریف ۲/۵۸)

اس لئے دنیا میں جتنے دن رہنا ہے، اتنی فکر یہاں کے بارے میں کی جائے اور آخرت میں جتنے دن رہنا ہے، اتنی وہاں کی فکر کرنی لازم ہے۔

کافروں کی دنیوی شان و شوکت دیکھ کر پریشان نہ ہوں:

عام طور پر دنیا میں کفار کی شان و شوکت، مال و دولت اور ظاہری عیش و آرام دیکھ کر لوگ ان کی حرص کرنے لگتے ہیں یا ان کے دل تنگ ہوتے ہیں اور وہ احساس کمتری کا شکار ہو جاتے ہیں، اور ان کی دوڑ میں شامل ہونے کے لئے حلال و حرام میں تمیز ختم کر دیتے ہیں، جیسا کہ آج کل کے نام نہاد دانشوروں کا حال ہے، تو ان کو متنبہ کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

"آپ کو دھوکا نہ دے کافروں کا شہروں میں چلنا پھرنا، یہ فائدہ ہے تھوڑا سا، پھر ان کا ٹھکانا دوزخ ہے، اور وہ بہت برا ٹھکانا ہے۔" (آل عمران:۱۹۶-۱۹۷)

جگہ جی لگانے کی دنیا نہیں ہے:

دنیا اور اس کی سب چمک دمک محض عارضی ہے، انسان کو زندگی میں اگر کوئی نعمت میسر آ جائے تو کوئی ضمانت نہیں کہ وہ آخری دم تک باقی بھی رہے، اس لئے کہ دنیا تغیر پذیر ہے، مال، صحت، عزت اور عافیت کے اعتبار سے لوگوں کے حالات بدلتے رہتے ہیں، لہٰذا دنیا کی بڑی سے بڑی بھی جانے والی نعمت بھی ناپائیدار ہے، اور اس سے انقطاع کا سلسلہ یقیناً ختم ہونے والا ہے، اگر زندگی میں ختم نہ ہوا تو مرنے کے بعد یقیناً ختم ہو جائے گا، مرنے کے بعد نہ بیوی بیوی رہے گی، نہ مال مال رہے گا اور نہ جائیداد اور کھیتی باڑی ساتھ ہوگی۔ ان سب اشیاء کا ساتھ چھوٹ جائے گا، اسی لئے قرآن و حدیث میں انسانوں کو ہدایت دی گئی ہے کہ وہ دنیا کی زیب و زینت کو مقصود نہ بنائیں بلکہ اس کے مقابلہ میں آخرت کی لازوال نعمتیں حاصل کرنے کی جدوجہد اور فکر کرنی چاہئے، قرآن کریم میں ارشاد فرمایا گیا:

"فریفتہ کیا ہے لوگوں کو مرغوب چیزوں کی محبت نے جیسے عورتیں اور بیٹے اور خزانے جمع کئے ہوئے سونے اور چاندی کے اور گھوڑے نشان لگائے ہوئے، اور مویشی اور کھیتی، یہ فائدہ اٹھانا ہے دنیا کی زندگانی میں، اور اللہ تعالیٰ ہی کے پاس ہے اچھا ٹھکانا، آپ فرما دیجئے: کیا بتاؤں میں تم کو اس سے بہتر؟ پرہیزگاروں کے لئے اپنے رب کے یہاں باغ ہیں، جن کے نیچے نہریں جاری ہیں، ہمیشہ رہیں گے ان میں، اور عورتیں ہیں ستھری، اور رضامندی اللہ کی، اور اللہ کی نگاہ میں ہیں بندے۔" (آل عمران:۱۴-۱۵)

مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے دنیا کے نظام کو قائم اور باقی رکھنے کے لئے گو کہ ان اشیاء کی محبت

لوگوں کے دلوں میں راسخ فرمادی ہے کیونکہ اگر ان چیزوں سے لوگوں کو دلی تعلق نہ ہوگا' تو دنیا کی آبادی اور شادابی کے اسباب کیسے فراہم ہوں گے؟ مال کے حصول کے لئے جدوجہد کون کرے گا؟ صنعت و حرفت اور کاشت کاری کے شعبے کیسے فروغ پائیں گے؟ لہٰذا ان دنیوی اسباب سے لوگوں کا تعلق نظام قدرت کے عین مطابق ہے' مگر اس تعلق کے دو پہلو ہیں' ایک پسندیدہ ہے اور دوسرا ناپسند' یعنی اگر عورتوں سے تعلق حرام کاری کی طرف رغبت کی وجہ سے ہے تو ناپسندیدہ ہے اور اگر عفت وعصمت کے تحفظ اور صالح اولاد کے حصول کے لئے منکوحہ عورتوں سے تعلق ہے تو یہ عین عبادت ہے' اسی طرح مال میں انہماک اگر تکبرو غرور' فخر ومباہات اور دوسروں پر ظلم وجبر کے ساتھ ہے تو یہ بدترین غلطی ہے لیکن اگر صدقہ وخیرات کے شوق اور لوگوں کے حقوق کی ادائیگی کے مقصد سے حلال کاروبار میں وقت لگایا جاتا ہے تو ظاہر ہے کہ اسے برا نہیں کہا جائے گا۔ (تفسیر ابن کثیر کامل ص ۲۳۲)

خلاصہ یہ نکلا کہ دنیا سے وہ تعلق جو انسان کو آخرت سے قطعاً غافل کردے وہ ممنوع ہے اور اگر تعلق بقدر ضرورت اور برائے ضرورت ہو اور اس کی وجہ سے انسان آخرت سے غفلت نہ برتے اور اللہ تعالیٰ اور اس کے بندوں کے حقوق کی ادائیگی میں کوتاہی نہ کرے تو اس میں حرج نہیں ہے۔ لہٰذا انسان کو کبھی بھی دنیا کے اندر اپنے کو ایسا منہمک نہیں کرنا چاہئے کہ آخرت اس کی نظر سے اوجھل ہوجائے' اور وہ بس دنیا اور اس کی لذتوں میں مدہوش ہو کر رہ جائے۔

دنیا میں اشتغال کس حد تک؟

حضرت ابوسعید خدریؓ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم سے خطاب فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ: مجھے تمہارے بارے میں سب سے زیادہ خطرہ ان زمین کی برکتوں سے ہے' جو اللہ تعالیٰ تم پر ظاہر فرمادے گا' آپؐ سے سوال کیا گیا کہ زمین کی برکتوں سے کیا مراد ہے؟ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اس سے مراد دنیا کی چمک دمک اور زیب وزینت ہے' یہ سن کر ایک صاحب نے عرض کیا کہ: ''کیا خیر کا نتیجہ مصیبت کی شکل میں نکلتا ہے؟'' (یعنی بظاہر مال تو نعمت ہے پھر اس کے ملنے پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خطرہ کا اظہار کیوں فرمارہے ہیں؟) اس سوال پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خاموش ہوگئے حتیٰ کہ ہمیں یہ خیال ہوا کہ شاید آپؐ پر وحی کا نزول ہوگا' پھر ہم نے دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی پیشانی مبارک سے پسینہ صاف فرمارہے ہیں (جو اس بات کی دلیل تھی کہ آپؐ پر اس وقت وحی کا نزول ہوا ہے) اس کے بعد آپؐ نے پوچھا کہ سوال کرنے والا شخص کہاں ہے؟ تو وہ شخص سامنے آیا اور عرض کیا کہ میں حاضر ہوں' راوی حدیث حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اس سائل کے سامنے آنے پر ہم نے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا (کہ اس کی بدولت علمی افادہ کا موقع فراہم ہوگا)۔ اس کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سائل کا جواب دیتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ:

''خیر سے تو خیر ہی برآمد ہوتی ہے (تاہم) یہ مال دلکش اور میٹھا ذائقہ دار ہے (جیسے) سینچائی کی نالی سے اگنے والا سبزہ (بے حساب کھانے والے جانور کو) ہیضہ کی وجہ سے ہلاک کردیتا ہے یا ہلاکت کے قریب پہنچادیتا ہے' سوائے اس جانور کے جو ہریالی گھاس کو کھا کر پیٹ بھرنے کے بعد سورج کی دھوپ میں بیٹھ کر جگالی کرتا ہے اور لید اور پیشاب سے فراغت کے بعد پھر واپس آکر گھاس چرتا ہے (تو وہ ہیضہ سے محفوظ رہتا ہے اور ہلاک نہیں ہوتا' اسی طرح) اس مال میں بڑی مٹھاس ہے' جو اس کو صحیح طریقہ سے حاصل کرکے صحیح جگہ خرچ کرے تو اس کے لئے یہ بہترین مددگار ہے اور جو اسے غلط طریقہ پر کمائے تو وہ اس جانور کی مانند ہو کر ہلاک ہوگا جو برابر کھاتا رہتا ہے اور اس کی بھوک کبھی ختم نہیں ہوتی (بالآخر وہ ہیضہ سے ہلاک ہوجاتا ہے)۔'' (بخاری شریف ۲/۹۵۱)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس مبارک ارشاد سے دنیا میں اشتغال کی اصل حد معلوم ہوگئی کہ دنیا سے صرف بقدر ضرورت اور برائے ضرورت ہی فائدہ اٹھانا مفید ہے' اس میں ایسا اشتغال کہ بس آدمی ۹۹ ہی کی گردان میں ہر وقت مبتلا رہے اور آخرت کو بالکل فراموش کر بیٹھے' یہ انتہائی خطرناک اور وبال جان ہے' آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دوسری حدیث میں ارشاد فرمایا:

''جو شخص حلال طریقہ سے سوال سے بچنے' گھر والوں کی ضروریات پورا کرنے اور اپنے پڑوسیوں پر مہربانی کرنے کی غرض سے دنیا طلب کرے تو وہ قیامت میں اس حال میں آئے گا کہ اس کا چہرہ چودھویں کے چاند کی طرح چمکتا ہوگا' اور جو شخص فخر ومباہات اور ناموری کے لئے دنیا کمائے تو وہ اللہ کے دربار میں اس حال میں حاضر ہوگا کہ اللہ تعالیٰ اس پر غصہ ہوں گے۔'' (شعب الایمان ۷/۲۹۸)

لہٰذا ہمیں چاہئے کہ اللہ تعالیٰ سے شرم وحیا کے تقاضوں کو پورا کرنے کے لئے ہم دنیا سے تعلق اس کی حد کے اندر رہ کر رکھیں' اور اس سے تجاوز نہ کریں' اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق مرحمت فرمائے۔ آمین۔

☆☆..........☆☆

www.amtkn.com www.facebook.com/amtkn313 www.emaktaba.info

مرزا قادیانی کی منہ مانگی موت

مولانا لال حسین اختر

قادیانی لنکا میں چھوٹے بڑے کی کوئی تمیز نہیں۔ دجل وفریب اور کذب وافتراء کے لحاظ سے ہر مرزائی باون گز کا ہے' لیکن خلافت مآب کی بارگاہ میں عزت وتوقیر اس مرزائی کی ہوتی ہے' اور تنخواہ میں اضافہ بھی اسی کی ہوتا ہے' جو مغالطہ دہی اور کذب بیانی میں ید طولیٰ رکھتا ہو۔ اس دور میں ہر قادیانی مبلغ' ہر مدرس' ہر مفتی ایک دوسرے سے آگے نکل جانے کی کوشش میں لگا رہتا ہے۔ یہاں تک کہ بڑھاپا' قبر میں لے جانے والی بیماری' قیامت کی باز پرس اور جہنم کی دہکتی ہوئی آگ کے شعلوں کا خیال بھی ان کے سدراہ نہیں ہوتے۔ مرزائیوں کا ستر بہتر سالہ مفتی محمد صادق (برعکس نام نہند زنگی کافور) قبر میں پاؤں لٹکائے بیٹھا ہے لیکن مرزا محمود کو خوش کرنے کے لئے اپنے نامہ اعمال کو افتراء وکذب بیانی کے باعث تاریک سے تاریک تر کرتا چلا جارہا ہے۔ چنانچہ قادیانی نبوت کے سرکاری آرگن ''الفضل'' میں ''مفتی کاذب'' نے ''مخالفین احمدیت کی غلط بیانی'' کے عنوان سے ایک مضمون دھر گھسیٹا۔ آپ رقم طراز ہیں:

''آج کل مخالفین سلسلہ حقہ نے جو دروغ گوئی کے ساتھ ہمارے خلاف باتیں پھیلانی شروع کی ہیں' ان میں سے ایک بات یہ بھی ہے کہ حضرت مرزا صاحب مرض ''ہیضہ'' سے فوت ہوئے تھے۔ حضرت مسیح موعود (مرزا) کی وفات لاہور میں ہوئی تھی' اور میں اور دیگر احباب اس وقت حضور کے پاس موجود تھے۔ حضور جب بھی دماغی محنت کیا کرتے تھے تو عموماً آپ کو دوران سر اور اسہال کا مرض ہوجاتا تھا۔ چنانچہ لاہور جب حضور آپ لیکچر کا مضمون تیار کررہے تھے تو کثرت دماغی محنت کے سبب آپ کی طبیعت خراب ہوگئی اور دوران سر اور اسہال کا مرض ہوگیا اور اس مرض کے علاج کے لئے جو ڈاکٹر بلایا گیا تھا وہ انگریز لاہور کا سول سرجن تھا اور چونکہ بعض مخالفین نے اس وقت بھی یہ شور مچایا تھا کہ آپ کو ''ہیضہ'' ہوگیا ہے۔ اس لئے صاحب سول سرجن نے یہ لکھ دیا کہ آپ کو ہیضہ نہیں ہوا' اور وفات کے بعد آپ کی نعش مبارک ریل میں بٹالہ تک پہنچائی گئی' اگر ہیضہ ہوتا تو ریل والے نعش مبارک کو بک نہ کرتے۔ پس مخالفین کا یہ کہنا بالکل جھوٹ ہے کہ حضور ''ہیضہ'' سے فوت ہوئے۔'' (مفتی محمد صادق ربوہ ۲۲/جنوری 1951ء الفضل ۱۱/فروری 1951ء ص ۵)

قادیانی مفتی نے کس قدر جسارت اور دیدہ دلیری سے ایک مسلمہ حقیقت پر خاک ڈالنے کی ناکام کوشش کی ہے' وہ مرزائی ہی کیا ہوا جو حق کو کذب بیانی کے پردہ میں چھپانے کی کوشش نہ کرے۔ خود جھوٹ کا مرتکب ہونا اور الزام دوسروں پر لگانا قادیانیوں کے بائیں ہاتھ کا کھیل ہے۔ ان کی یہ چال بازیاں ان کے دجل وفریب اور کذب وافتراء کی غمازی کرتی نظر آتی ہیں۔ انگریزی نبوت کے گنبد میں بیٹھ کر قادیانی یہ سمجھتے ہیں کہ ہم مستور ہیں' ہمیں کوئی نہیں دیکھتا' جائز وناجائز جو چاہیں کرتے چلے جائیں۔ انہیں کیا معلوم کہ ختم نبوت کے خدام مرزائیوں کے رازہائے دروں پردہ کو مرزائیوں سے زیادہ جانتے ہیں:

جلوے مری نگاہ میں کون ومکاں کے ہیں
مجھ سے کہاں چھپیں گے وہ ایسے کہاں کے ہیں

مرزا کی مرض موت ''ہیضہ'' کو چھپانے کے لئے مفتی کاذب نے دوران سر اور اسہال کا لبادہ اوڑھا دیا' اور یہ نہ سمجھا کہ ''ان کے حضرت'' کے ''اسہال'' ہی ''ہیضہ'' کی نشاندہی کررہے ہیں۔ مفتی صاحب نے اسہال کا ذکر تو کردیا لیکن ظلی وبروزی

مصلحت کے پیش نظر اپنے ''مسیح موعود'' کی ''قے'' کو ہضم کر گئے۔ حالانکہ مرتے وقت مرزا صاحب کے گرد قے اور دست دونوں نے گھیرا ڈال رکھا تھا۔ جیسا کہ خود مرزا جی کی اہلیہ اور مرزا محمود احمد خلیفہ قادیان کی والدہ نے فرمایا۔ مرزا بشیر احمد ایم اے ابن مرزا غلام احمد قادیانی لکھتے ہیں:

''حضرت مسیح موعود کی وفات کا ذکر آیا تو والدہ صاحبہ نے فرمایا کہ حضرت مسیح موعود کو پہلا دست کھانا کھانے کے وقت آیا تھا' مگر اس کے بعد تھوڑی دیر تک ہم لوگ آپ کے پاؤں دباتے رہے اور آپ آرام سے لیٹ کر سو گئے' اور میں بھی سو گئی' لیکن کچھ دیر کے بعد آپ کو پھر حاجت محسوس ہوئی اور غالباً ایک یا دو دفعہ رفع حاجت کے لئے آپ پاخانہ تشریف لے گئے...... اور میں آپ کے پاؤں دبانے کے لئے بیٹھ گئی۔ تھوڑی دیر کے بعد حضرت صاحب نے فرمایا: تم اب سو جاؤ' میں نے کہا نہیں' میں دباتی ہوں' اتنے میں آپ کو ایک اور دست آیا' مگر اب اس قدر ضعف تھا کہ آپ پاخانہ نہ جا سکتے تھے۔ اس لئے میں نے چارپائی کے پاس ہی انتظام کر دیا اور آپ وہیں بیٹھ کر فارغ ہوئے اور پھر اٹھ کر لیٹ گئے اور میں پاؤں دباتی رہی' مگر ضعف بہت ہو گیا تھا' اس کے بعد ایک اور دست آیا اور پھر آپ کو ایک قے آئی۔ جب آپ قے سے فارغ ہو کر لیٹنے لگے تو اتنا ضعف تھا کہ آپ لیٹتے لیٹتے پشت کے بل چارپائی پر گر گئے اور آپ کا سر چارپائی کی لکڑی سے ٹکرایا اور حالت دگرگوں ہو گئی۔'' (سیرت المہدی مرتبہ مرزا بشیر احمد ایم اے طبع دوم ص ۱۱' جلد اول)

مرزائیو! بتاؤ کہ دست اور قے دونوں تھے یا نہیں؟ اگر آپ اس ''قادیانی معجون مرکب'' کو ہیضہ کے نام سے موسوم نہیں کرتے' تو فرمایئے کہ ''مرزائی نبوت'' کی اصطلاح میں دست و قے کی اس مہلک بیماری کا کیا نام ہے؟ رہا قادیانی مفتی صاحب کا فرمان کہ:

(الف) انگریز ڈاکٹر نے لکھ دیا کہ ہیضہ نہیں ہوا۔

(ب) اگر ہیضہ سے موت ہوتی تو ریل والے نعش کو بک نہ کرتے۔

یہ دونوں عذر لنگ ہے۔ نہ معلوم قادیانی مفتی نے بہتر سالہ عمر کس جنت الحمقاء میں بسر فرمائی ہے؟ ازراہ کرم تکلیف فرما کر اپنے ''امیر المومنین خلیفۃ المسیح'' ہی سے دریافت فرمالیتے کہ سفارشات اور رشوت سے کیسے کیسے کٹھن اور مشکل کام فوراً سرانجام پذیر ہو سکتے ہیں۔ معمولی قادیانیوں کا کیا ذکر؟ جب ان کے ''بڑے حضرت'' نے محترمہ محمدی بیگم کے ساتھ نکاح کروانے کے لئے محمدی بیگم کے حقیقی ماموں کو رشوت یا انعام کا لالچ دے کر نکاح کرانے سے دریغ نہ کیا' تو چھوٹے ''حضرتوں'' نے انگریز ڈاکٹر اور انگریز اسٹیشن ماسٹر کو رشوت یا انعام دے کر مرزا جی کی نعش کو ''دجال کے گدھے'' پر لدوا دیا تو کون سے تعجب کی بات ہے؟ اگر ایسی ہی شہادتوں سے آپ اپنے ''مسیح موعود'' کی صداقت پیش کرنا چاہتے ہیں تو آپ کو دنیا میں ہزاروں فرنگی ایسے مل جائیں گے جو انعام یا رشوت لے کر لاؤڈ اسپیکروں کے ذریعہ قادیانی مسیحیت کا ڈھنڈورا پیٹ دیں۔

مرزا غلام احمد قادیانی کے بیٹے مرزا بشیر احمد ایم اے لکھتے ہیں:

''بیان کیا مجھ سے میاں عبداللہ صاحب سنوری نے کہ ایک دفعہ حضرت مرزا غلام احمد صاحب جالندھر جا کر قریباً ایک ماہ ٹھہرے تھے اور ان دنوں میں محمدی بیگم کے ایک حقیقی ماموں نے محمدی بیگم کا حضرت صاحب سے رشتہ کرا دینے کی کوشش کی تھی' مگر کامیاب نہیں ہوا۔ یہ ان دنوں کی بات ہے کہ جب محمدی بیگم کا والد مرزا احمد بیگ ہوشیار پوری زندہ تھا اور ابھی محمدی بیگم کا مرزا سلطان محمد سے رشتہ نہیں ہوا تھا۔ محمدی بیگم کا یہ ماموں جالندھر اور ہوشیار پور کے درمیان یکے میں آیا جایا کرتا تھا اور وہ حضرت صاحب سے کچھ انعام کا بھی خواہاں تھا اور چونکہ محمدی بیگم کے نکاح کا عقدہ زیادہ تر اسی شخص کے ہاتھ میں تھا' اس لئے حضرت صاحب نے اس سے کچھ انعام کا وعدہ بھی کر لیا تھا۔'' (سیرت المہدی حصہ اول طبع دوم ص ۱۹۲' ۱۹۳)

یہ گھر کی شہادت بآواز بلند اعلان کر رہی ہے کہ محمدی بیگم کے ساتھ نکاح کرانے کے لئے مرزا غلام احمد صاحب محمدی بیگم کے ماموں کو انعام یا رشوت دینے کے لئے تیار تھے۔

مرزائیو! اللہ کے لئے غور کرو کہ پہلے اللہ تعالیٰ کے نام سے محمدی بیگم کے نکاح کی پیشگوئی شائع کرنا' بعدہ انعام' رشوت اور روپے کے لالچ سے نکاح کی کوشش کرنا کسی راست باز انسان کا کام ہو سکتا ہے؟ ہرگز نہیں جیسا کہ خود مرزا غلام احمد قادیانی نے لکھا ہے:

''ہم ایسے مرشد کو اور ساتھ ہی ایسے

ختم نبوۃ

مرید کو کتوں سے بدتر اور نہایت ناپاک زندگی والا خیال کرتے ہیں کہ جو اپنے گھر سے پیشگوئیاں بنا کر پھر اپنے ہاتھ سے اپنے مکر سے اپنے فریب سے ان کے پوری ہونے کے لئے کوشش کرے اور کراوے۔“ (سراج منیر مصنفہ مرزا غلام احمد طبع سوم ص ۳۳ روحانی خزائن ص ۲۷ ج ۱۹)

مرزائی ریل گاڑی کو دجال کا گدھا کہتے ہیں۔ ”گدھا دجال کا اور اس پر نعش مرزا غلام احمد قادیانی کی“ کیا ہی صحیح مقولہ ہے۔ حق بحقدار رشید (اختر)

مفتی جی! آپ اپنے ”مسیح موعود، ام المومنین“ اور ”قادیانی خاندان نبوت“ کو چھوڑ کر فرنگی گواہوں کی پناہ کیوں لے رہے ہیں؟ عیسائیوں سے ساز باز تو نہیں کر رکھا؟ جب مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کی اہلیہ صاحبہ فرماتی ہیں اور صاحبزادہ بشیر احمد مشتہر کرتے ہیں کہ مرزا صاحب آنجہانی کی موت دست و قے سے ہوئی تو کیا ہیضہ کے سر پر سینگ ہوا کرتے ہیں؟ اگر لفظ ہیضہ کے بغیر آپ کی تسلی و تشفی نہیں ہو سکتی تو لیجئے مرزا غلام احمد قادیانی کے خسر مرزا محمود احمد قادیانی کے نانا میر ناصر نواب کے واسطہ سے خود مرزا غلام احمد صاحب نے اپنے مرض موت کا نام ”ہیضہ“ تجویز فرمایا۔

قادیانی غلو کی عینک اتار کر مندرجہ ذیل عبارت پڑھئے اور سو بار سوچ کر بتایئے کہ مرزا غلام احمد قادیانی کی موت ہیضہ سے ہوئی یا نہیں؟

مرزا غلام احمد قادیانی کے خسر میر ناصر نواب اپنی خود نوشت سوانح حیات میں تحریر فرماتے ہیں:

”حضرت صاحب! جس رات کو بیمار ہوئے اس رات کو میں اپنے مقام پر جا کر سو چکا تھا۔ جب آپ کو بہت تکلیف ہوئی تو مجھے جگایا گیا تھا۔ جب میں حضرت صاحب کے پاس پہنچا اور آپ کا حال دیکھا تو آپ نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا: ”میر صاحب! مجھے وبائی ہیضہ ہو گیا ہے“ اس کے بعد آپ نے کوئی ایسی صاف بات میرے خیال میں نہیں فرمائی۔ یہاں تک کہ دوسرے روز دس بجے کے بعد آپ کا انتقال ہو گیا۔ ایک طرف تو ہم پر آپ کے انتقال کی مصیبت پڑی تھی، دوسری طرف لاہور کے شورہ پشت اور بدمعاش لوگوں نے بڑا غل غپاڑہ اور شورہ شر برپا کیا تھا اور ہمارے گھر کو گھیر رکھا تھا کہ ناگہاں سرکاری پولیس ہماری حفاظت کے لئے رحمت الٰہی سے آن پہنچی۔“ (حیات ناصر ص ۱۴ تاریخ اشاعت دسمبر ۱۹۲۷ء)

کیا مرزائی، ان کا کاذب مفتی، ان کا خلیفہ اور ان کا اخبار الفضل اب بھی پرانی رٹ لگاتے رہیں گے کہ قادیانی مسیح موعود کی موت ہیضہ سے نہیں ہوئی؟ اب تو جادو سر چڑھ کر بول رہا ہے۔

آخری فیصلہ:

لطف یہ ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی نے ۱۵/اپریل ۱۹۰۷ء کو ایک اشتہار بعنوان مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری کے ساتھ آخری فیصلہ شائع کیا تھا۔ اس اشتہار میں مولانا ثناء اللہ صاحب امرتسری کو مخاطب کرتے ہوئے لکھا ہے:

”اگر میں ایسا ہی کذاب اور مفتری ہوں، جیسا کہ اکثر اوقات آپ اپنے ہر ایک پرچہ میں مجھے یاد کرتے ہیں، تو میں آپ کی زندگی میں ہی ہلاک ہو جاؤں گا، مگر اے میرے کامل اور صادق خدا! اگر مولوی ثناء اللہ ان تہمتوں میں، جو مجھ پر لگاتا ہے حق پر نہیں، تو میں عاجزی سے تیری جناب میں دعا کرتا ہوں کہ میری زندگی میں ہی ان کو نابود کر، مگر نہ انسانی ہاتھوں سے بلکہ طاعون و ہیضہ وغیرہ امراض مہلکہ سے۔“

(مجموعہ اشتہارات ص ۵۷۸، ۵۷۹ ج ۳)

طاعون نے بھی مرزا غلام احمد قادیانی سے دست پنجہ لیا تھا، جیسا کہ انہوں نے سیٹھ عبدالرحمٰن مدراسی کو لکھا:

”اس طرف طاعون کا بہت زور ہے، سنا ہے ایک دو مشتبہ وارداتیں امرتسر میں بھی ہوئی ہیں، چند روز ہوئے ہیں، میرے بدن پر بھی ایک گلٹی نکلی تھی، پہلے کچھ خوفناک آثار معلوم ہوئے، مگر پھر خدا تعالیٰ کے فضل سے اس کا زور جاتا رہا۔ یہ ایک جدا ہاتھ میں غدود پھول گئے تھے اور یہ طاعون جوڑوں میں ہوتی ہے۔“

(مکتوبات احمدیہ جلد پنجم حصہ اول ص ۱۵)

مرزا جی کے مندرجہ بالا الفاظ اعلان کر رہے ہیں کہ مرزا غلام احمد قادیانی، مولانا ثناء اللہ صاحب امرتسری کے لئے طاعون اور ہیضہ کی دعا کرتے تھے مگر اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے قبولیت دعا کا رخ مولانا ثناء اللہ صاحب کی بجائے خود متنبی قادیانی کی طرف پھیر دیا۔ ہیضہ نے مرزا جی کو آ دبوچا اور ۲۶/مئی ۱۹۰۸ء کو ہیضہ سمیت اگلے جہان کی طرف کوچ کر گئے۔ کسی زندہ دل شاعر نے مرزا صاحب آنجہانی کی تاریخ وفات لکھی ہے:

یوں کہا کرتا تھا مر جائیں گے اور
اور تو زندہ ہیں خود ہی مر گیا
اس سے بیماروں کا ہوگا کیا علاج
کالرا سے خود مسیحا مر گیا

(انگریزی میں ”کالرا“ (Cholera) ہیضہ کو کہتے ہیں۔)

☆☆..........☆☆

فرما گئے یہ ہادی
لا نبی بعدی
عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی دار المبلغین کے زیر اہتمام
مدرسہ ختم نبوۃ مسلم کالونی چناب نگر
زیر سرپرستی
خواجہ خان محمد صاحب دامت برکاتہم
شاہ نفیس الحسینی دامت برکاتہم
سالانہ
ردِ قادیانیت و عیسائیت کورس
نامور علماء و مناظرین و ماہرین فن لیکچر دیں گے انشاء اللہ
یکم شعبان
سے شروع ہو رہا ہے
کورس میں شرکت کے خواہشمند حضرات کے لیے کم از کم درجہ رابعہ یا میٹرک پاس ہونا ضروری ہے۔ شرکاء کو کاغذ قلم، رہائش، خوراک، نقد وظیفہ منتخب کتب کا سیٹ دیا جائے گا۔ کورس کے اختتام پر امتحان ہوگا۔ کامیاب ہونے والوں کو اسناد دی جائیں گی۔ نیز پوزیشن حاصل کرنے والوں کو اضافی کتب اور نقد انعام دیا جائے گا۔ داخلہ کے خواہشمند سادہ کاغذ پر درخواست ارسال کریں جس میں نام، ولدیت، مکمل پتہ اور تعلیمی تفصیل لکھی ہو۔ موسم کے مطابق بستہ ہمراہ لانا انتہائی ضروری ہے
حضرت مولانا عزیز الرحمن جالندھری مرکزی ناظم اعلیٰ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ دفتر مرکزیہ حضوری باغ روڈ ملتان
061/514122 — 04524/212611

بمقام
مسلم کالونی چناب نگر

فرما گئے یہ ہادی
لا نبی بعدی

تاریخ کا اعلان جلد
کر دیا جائے گا

سالانہ
دو روزہ
عظیم الشان
ختم نبوت کانفرنس

زیر صدارت

مخدوم المشائخ
حضرت مولانا
خواجہ
خان محمد صاحب
مدظلہ
امیر مرکزیہ
عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت

عنوانات

- توحیدِ باری تعالیٰ
- سیرتِ خاتم الانبیاء
- مسئلہ ختمِ نبوۃ
- حیاتِ عیسیٰ علیہ السلام
- عظمتِ صحابہ و اہلِ بیت
- اتحادِ اُمت

ردِ قادیانیت اور جہاد جیسے اہم موضوعات پر
علماء، مشائخ، قائدین، دانشور اور قانون دان خطاب
فرمائیں گے۔ اہلِ اسلام سے شرکت کی درخواست ہے

نوٹ

سالانہ ردِ قادیانیت و عیسائیت کورس مدرسہ ختم نبوت
مُسلم کالونی چناب نگر میں ۵ شعبان تا ۲۸ شعبان منعقد ہوگا۔
ان شاء اللہ

دفتر مرکزیہ عالمی مجلس تحفظِ ختمِ نبوت حضوری باغ روڈ ملتان پاکستان

فون نمبرز
ملتان — 061/514122
چناب نگر — 04524/212611